

# نذر ائمہ خلافت

48

تبلیغی اسلامی کا پیغام  
خلافت راشدہ کا نظم

مسلسل شاعر کا  
31 وال سال

## تنظیم اسلامی کا ترجمان

18 دسمبر 2022ء / 13 جمادی الاولی 1444ھ

### زندہ اور متحرک ایمان

اسلامی نظریہ کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ انسان کے دل و دماغ میں انقلاب پہلے پیدا کرتا ہے اور بعد میں پھر خارج میں اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ دوسرے خود ساختہ نظریات کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ خارج میں تبدیلی کا منصوبہ تو پیش کرتے ہیں لیکن اندر وون سے کوئی بحث نہیں کرتے۔ شاخوں پر تو تیشے چلاتے ہیں لیکن جڑ کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں۔ پھوڑے پھنسیوں پر نشتر زنی کرتے ہیں، لیکن فسادخون کا علاج نہیں کرتے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ برائی ایک جگہ دب جاتی ہے لیکن دوسرے نئے مقامات سے اُبھر آتی ہے۔ لیکن اسلام سب سے پہلے ایمان و اصلاح پر زور دیتا ہے۔ انبیاء کرام ﷺ اپنی دعوت کا آغاز ایمان سے کرتے ہیں۔ سب سے پہلے اللہ کی محبت اور اس کا خوف دلوں میں بٹھاتے ہیں اور غیر اللہ کی محبت اور خوف کو نکالتے ہیں اور جب اللہ کی محبت دل میں بسیرا بنالیق ہے تو فکر و نظر کا پیمانہ بدلتا ہے۔ سوچنے سمجھنے کے انداز میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ رجحان اور نقطہ نظر تبدیل ہو جاتا ہے اور انسان کی پوری شخصیت میں انقلاب آ جاتا ہے۔

تاریخ دعوت و جہاد  
عبداللہ فہد فلاحی

### اس شمارے میں

دین میں صلة رحمی کی اہمیت

امت مسلمہ کی فضیلت و فرائض

ستقوط ڈھا کہ: ذمہ دار کون؟

تازہ ہوا کا ایک جھونکا

پاکستان کی بدلتی سیاسی، معاشی  
اور عسکری صورت حال

کیا نظام ایاض میں اطاعت رسول  
ممکن ہے؟ (6)



# توبہ ہودی کی بے حسی

﴿آیات: 136﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿سُورَةُ الشَّعْرَاءَ﴾

قَالُوا سَوَّا عَلَيْنَا أَوْ عَظَّتْ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوَعِظِيْمِ ﴿١٣٦﴾ إِنْ هُذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِيْنَ ﴿١٣٧﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿١٣٨﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكُنَّهُمْ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً طَوْبَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٤٠﴾

آیت: ۱۳۶ ﴿قَالُوا سَوَّا عَلَيْنَا أَوْ عَظَّتْ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوَعِظِيْمِ﴾ ”انہوں نے جواب دیا کہ (اے ہود) ہمارے لیے برابر ہے خواہ تم وعظ کرو یا نہ کرو۔“

آپ کے اس وعظ کا ہم پر کچھ اثر نہیں ہوگا، ہم آپ کے کہنے پر اپنے عقائد اور اپنے باپ دادا کے طریقوں کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔

آیت: ۱۳۷ ﴿إِنْ هُذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِيْنَ﴾ ”یہ کچھ نہیں مگر پہلے لوگوں کی باتیں۔“

آپ ہمارے سامنے پرانے زمانے کی باتوں اور فرسودہ روایات کو دھرا رہے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ باتیں تو بس یوں ہی چلی آئی ہیں۔

آیت: ۱۳۸ ﴿وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ﴾ ”اور ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا۔“

یہ آپ خواہ ہم پر دھونس جمارے ہیں، ہم پر کوئی عذاب وغیرہ آنے والا نہیں ہے۔

آیت: ۱۳۹ ﴿فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكُنَّهُمْ﴾ ”چنانچہ انہوں نے اُس کو جھٹلا دیا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔“

﴿إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً طَوْبَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ ”یقیناً اس میں ایک بڑی نشانی ہے۔ لیکن ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں ہے۔“

آیت: ۱۴۰ ﴿وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيْمُ﴾ ”اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ کا رب زبردست ہے، نہایت رحم فرمانے والا۔“

## نیکی اور بُرائی کی کسوٹی

رس حديث

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ كَيْفَ لَيْسَ أَعْلَمُ إِذَا أَخْسَثْتُ وَإِذَا أَسْأَثْتُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ : ((إِذَا سِمعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُولُونَ قَدْ أَحْسَنْتَ فَقَدْ أَحْسَنْتَ وَإِذَا سِمِعْتُهُمْ يَقُولُونَ قَدْ أَسَأَتَ فَقَدْ أَسَأَتَ)) (مند احمد)  
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مجھے کیسے پتہ چلے کہ میں نے اچھا کام کیا ہے یا برا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تو اپنے پڑوسیوں سے سنے کہ تو نے اچھا کام کیا ہے تو یقین جان لے کہ فی الواقع تو نے اچھا کام کیا ہے اور جب تو اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تو نے برا کیا ہے تو تجھے سمجھ لینا چاہیے کہ تو نے یقیناً برا کیا ہے۔“

**تشریح:** ہر شخص کے نیک یا برا ہونے کی متعلق بے لاغ رائے صرف اس کے ہمسائے کی ہو سکتی ہے پڑوسی بتاسکتا ہے کہ فلاں شخص کے اخلاق کیسے ہیں؟ وہ لین دین میں کیسا ہے؟ وہ رحمد ہے یا بدخواہ ورنگدل ہے؟ تقویٰ کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ انسان اپنے غریب رشتہ داروں اور ناداروں اور نادار ہمسایوں سے بے رحمی نہ برتے، انہیں حقیر نہ جانے۔

## سقوط ڈھا کہ: ذمہ دار کون؟

سبکدوش ہونے والے آرمی چیف قریباً میں جو اپنے الوداعی خطاب میں کہا تھا کہ سقوط ڈھا کہ ہماری عسکری شکست نہیں تھی بلکہ ایک سیاسی شکست تھی جو سیاست دانوں میں کشیدگی اور مخالفت کی وجہ سے ہوئی۔ ہماری رائے میں پاکستان کے ایک بازو کا صرف چوبیں سال کی قلیل مدت میں ٹوٹ کر الگ ہو جانا بالعموم تو ساری قوم کی اجتماعی غلطیوں بلکہ اجتماعی گناہوں کا نتیجہ تھا، کیونکہ کسی نے بھی اپنی ذمہ داری ادا نہ کی اور نہ ہی کسی کی بھی طرف سے پاکستان کی بقا، سلامتی اور استحکام کے حوالے سے کوئی قابل تائش بلکہ قابل قبول اقدام کیے گئے۔ لیکن ظاہر ہے کہ جس جس کو جتنا اختیار اور قوت حاصل تھی اُتنا ہی وہ قصور و ارتھا۔ بلاشبہ عوام کے پاس اجتماعی قوت ہوتی ہے لیکن اس قوت کو بھی با اختیار اور طاقتور حلقة اکثر و بیشتر اپنے مفادات کے حصول کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ گویا قوت عوام کی استعمال ہو رہی ہوتی ہے، مقاصد کسی اور کے پورے ہو رہے ہوتے ہیں۔ لہذا عوام کا زیادہ سے زیادہ قصور یہ گردانا جاسکتا ہے کہ اُن میں شعور اور علم کی کمی ہے اور اپنے معاملات اور مفادات کا صحیح ادراک ہی نہیں ہے۔ اشرافیہ کہہ لیجے یا لیڈر کہہ لیں کسی نہ کسی صورت میں عوام اُن کی رہنمائی کے محتاج ہوتے ہیں۔

پاکستان میں درحقیقت مغرب اور امریکہ سے درآمد شدہ سرمایہ دارانہ نظام اور جمہوری طرز حکومت کا چل چلا ہے۔ ہم نے چل چلا کے الفاظ اس لیے استعمال کیے ہیں کیونکہ انتہائی استھانی سرمایہ دارانہ نظام اور اُس کی پروڈکٹ مغربی جمہوریت کو بھی بدترین انداز سے ہم نے خود پر نافذ کیا ہوا ہے۔ گویا سنتی انس کا سو سنتی انس کر دیا ہے۔ پہلے نو سال ہم آئین ہی نہ بن سکے۔ 1956ء تک پاکستان ایک بلا آئین ریاست تھی۔ 23 مارچ 1956ء کو پہلا آئین بننا مگر اڑھائی سال کی عمر میں چل بسا اور یہ کلی بن کھلے مرجھا گئی۔ ایک فوجی امر نے اُسے اپنے بھاری بولوں تلے روندھا۔ پھر 1962ء میں ایک ذاتی آئین بنالیا، لیکن پھر جب 1969ء میں ایوب خان را، ہی عدم اقتدار ہوئے تو اپنے بنائے ہوئے آئین کو بھی زمین بوس کر کے اقتدار پسیکر قومی اسمبلی کو منتقل کرنے کی بجائے اپنے آرمی چیف کو منتقل کر دیا۔ اب پاکستان ایک ایسے تازہ دم جرنیل کے حوالے تھا جس کے ہوش و حواس بھی سورج ڈھلنے کے ساتھ ڈھلنا شروع ہو جاتے تھے اور جوں جوں رات کی تاریکیاں گھری ہوتی جاتی تھیں اور تھکے ماندے عوام نیند کی آغوش میں سکون حاصل کرنے لگتے تب ایوان صدر جاگ اٹھتا بلکہ جگھا نے لگتا۔ اس کے آگے کچھ عرض کرنے سے ہمارے پر جلتے ہیں۔ لہذا

# نداء خلافت

تنا خلافت کی بناؤ دنیا میں ہو پھر استوار  
لاکھیں سے ڈھونڈ کر اسلام کا قلب و جگہ

تanzeeem islami کا ترجمان، نظام خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد روح

18 تا 24 جمادی الاولی 1444ھ جلد 31  
13 تا 19 دسمبر 2022ء شمارہ 48

حافظ عاکف سعید مدیر مسئول

ایوب بیگ مرزا مدیر

فرید اللہ مریٹ ادارتی معاون

شیخ رحیم الدین نگران طباعت

پبلیشور: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری  
طبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تanzeeem islami

"دارالاسلام" ملتان روڈ چونگ لاہور۔ پوٹھ کوڈ 53800  
فون: 042 35473375-78

E-Mail: markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے ماؤنٹ ناؤن، لاہور۔ 54700

فون: 35869501-03 نیکس: 35834000 nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زر تعاون

اندرون ملک..... 800 روپے

بیرون پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)

انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال

کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: mactaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء  
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

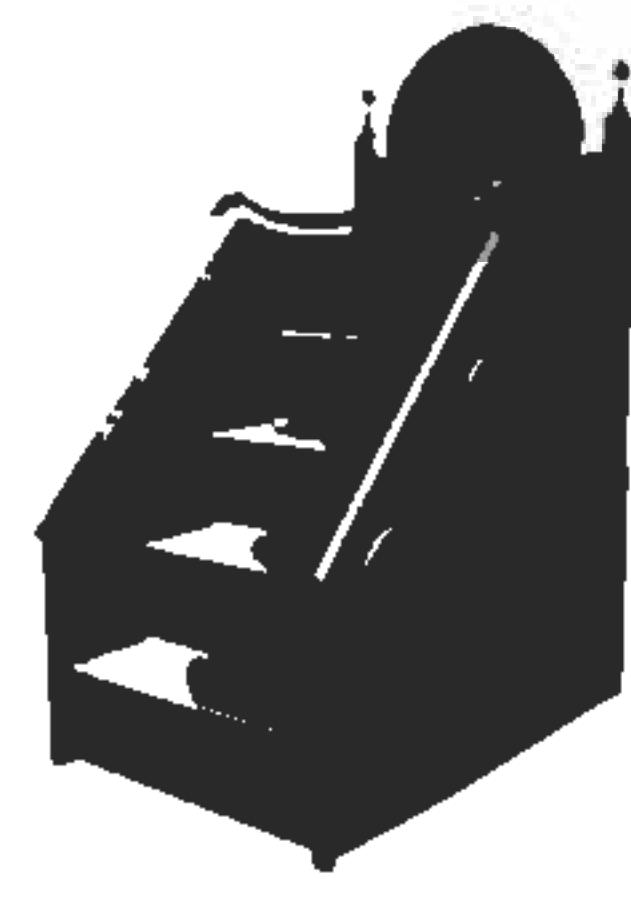
بہر حال یہ توریکارڈ پر موجود ہے کہ ایک عوامی جلسہ میں یہ لکار لگائی تھی کہ ”میری پارٹی کا جو مبر قومی اسمبلی ڈھا کہ میں ہونے والے سیشن میں شرکت کے لیے جائے گا میں اُس کی ٹانگیں توڑ دوں گا۔“ فوجی حکومت سے بھٹو کی ساز باز تھی لہذا قومی اسمبلی ڈھا کہ میں ہونے والا سیشن متواتر کر دیا گیا جس کے رویں میں مشرقی پاکستان میں ہنگامے شروع ہو گئے۔ باقی تاریخ ہے کہ کس طرح 16 دسمبر 1971ء کے سیاہ دن پاکستان دولت ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر بھٹواپنی شکست تسلیم کرتے اور جمہوری قواعد کے تحت عوامی لیگ کے سربراہ شیخ مجیب الرحمن کو وزیر اعظم پاکستان تسلیم کر لیتے تو آج ہماری تاریخ ہی نہیں جغرافیہ بھی شاید مختلف ہوتا اور سقوط ڈھا کہ کے حوالے سے سیاست دانوں کا دامن داغدار نہ ہوتا۔

سقوط ڈھا کہ کے حوالے سے فوج اور سیاست دانوں کے علاوہ بھی ایک کردار ہے جس سے اکثر صرف نظر کر لیا جاتا ہے حالانکہ ہماری رائے میں اس ادارے یا شعبہ نے بھی 1971ء میں ہونے والی ذلت آمیز شکست وریخت میں بھر پور کردار ادا کیا تھا اور وہ ہے ہماری سول بیورو کریسی۔ آزادی کے بعد جس نے خود کو انگریز کا جانشین سمجھا اور عوام سے غلاموں کی طرح ڈیل کیا، خاص طور پر مغربی پاکستان میں مرکزی افسران بنگالیوں کو اپنا ذاتی غلام سمجھتے تھے۔ سول بیورو کریسی نے پہلی واردات لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد ڈالی جب ملک غلام محمد پاکستان کے گورنر جنرل بن بیٹھے۔ پھر انہوں نے جو پاکستان کا حشر کیا وہ بھی تاریخ ہے۔ اقتدار کی ہوس کا اندازہ کریں کہ ملک غلام محمد کو فوج ہو چکا تھا، وہ خود چلنے اور اٹھنے بیٹھنے کے قابل نہیں تھے۔ زبان کام نہیں کرتی تھی، لیکن ٹوٹی پھوٹی زبان میں کہتے تھے: ”اقتدار نہیں چھوڑوں گا۔“ لہذا ہم قائل تو اسی بات کے ہیں کہ پاکستانی قوم بحیثیت مجموعی سقوط ڈھا کہ کے سانحہ کی ذمہ دار ہے۔ لیکن اصل گھناؤنا کردار اسٹیبلشمنٹ، سیاست دانوں اور رسول بیورو کریسی نے ادا کیا۔ عوام کا قصور یہ تھا کہ ایک تو وہ انہیں پہچان نہ سکی اور پھر یہ کہ اپنے ذاتی معاملات اور مفادات سے آگے عوام کی سوچ بھی بڑھنے سکی۔ لہذا ہم نے جو بیوادہ کاٹ لیا۔ ہم بھول گئے کہ ہم نے نعرہ لگایا تھا کہ ”پاکستان کا مطلب کیا: لا اللہ الا اللہ۔“ پھر ہم منحرف ہو گئے اور اللہ نے بھی ہمیں بھلا دیا اور ہمارے کرتوتوں کا نجام پاکستان کی شکست وریخت کی صورت میں سامنے آگیا۔



والپس ایوبی دور کی طرف آجاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ فیلڈ مارشل ایوب خان نے پاکستان کے مطلق العنوان حکمران کی حیثیت سے پاکستان کو ایک مضبوط اقتصادی ریاست بنادیا تھا۔ بھارت کیا چیز اور شمالی کوریا جیسے ملک بھی پاکستان کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ لیکن جو کردار ایوب خان نے پاکستان کے حوالے سے ادا کیا تھا ہمیں اُس کی ممااثلت تاریخ ہند میں مغلوں کے بانی ثانی اکبر اعظم سے نظر آتی ہے۔ اکبر کو مورخین بیک وقت مغلوں کا عظم ترین اور مضبوط ترین حکمران مانتے ہیں اور اسی اکبر اعظم کو مغلوں کے زوال کی بنیاد رکھنے والا بھی قرار دیتے ہیں (اس کی تفصیل کا موقع نہیں)۔ اسی طرح ایوب خان کو بھی پاکستان کی ترقی کے حوالے سے بہترین حکمران قرار دیا جا سکتا ہے لیکن یہ دلیل بھی اچھی خاصی وزنی ہے کہ پاکستان کی تباہی و بر بادی کا آغاز بھی ایوب خان کی حکمرانی سے ہوا۔ جب 1971ء کی جنگ ہوئی جس کا نتیجہ سقوط ڈھا کہ کی صورت میں نکلا تو بھی خان ایک فوجی آمر اور ایوب خان کے جانشین کی حیثیت سے پاکستان پر مسلط تھا اور افواج پاکستان کا سربراہ تھا۔ گویا پاکستان کے تحفظ اور سلامتی کے حوالے سے فوج اصلًا اور حقیقتاً ذمہ دار تھی۔ سیاسی باگ ڈور بھی اُس کے ہاتھ میں تھی۔ لہذا حالیہ سبکدوش ہونے والے آرمی چیف کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ فوج سقوط ڈھا کہ کی ذمہ دار نہیں تھی بلکہ سیاست دان بائیکی جنگ وجدل کی وجہ سے اس کے ذمہ دار تھے۔ لیکن اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب بھی نہیں کہ سیاست دان بالکل ذمہ دار نہیں تھے بلکہ ہمیں یہ کہنے میں بھی کوئی باک نہیں کہ سیاست دان اگر برابر کے ذمہ دار نہیں تھے تو کم ذمہ دار بھی نہیں تھے۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور اُس کے چیزیں ذوالفقار علی بھٹو کارویہ اور سوچ یہی کہ قومی اسمبلی میں عوامی لیگ سے کم شستیں ہونے کے باوجود انہیں اقتدار میں پورا پورا حصہ ملنا چاہیے اور ہر قیمت پر ملے، چاہیے ملک کا کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو جائے۔ حالانکہ ان کے سیاسی نعروں میں سے ایک یہ بھی تھا ”جمہوریت ہماری سیاست ہے“، لیکن وہ جمہوریت پر بھی خط تنسیخ پھیر کر اقتدار حاصل کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنا دست تعاون اپنے جمہوری اور سیاسی حریف شیخ مجیب الرحمن کی طرف بڑھانے کی بجائے فوجی آمر سے ساز باز کی تاکہ انہیں اقتدار میں برابر کا حصہ ملے۔ پھر یہ کہ اگرچہ PPP نے اس کی تردید کی ہے، لیکن ان پر یہ الزام بھی تھا کہ انہوں نے ”اُدھر تم اُدھر ہم“، ”کانعرہ لگایا تھا۔“

# امت مسلمہ کی فضیلت و فرائض



مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ علی اللہ علیہ السلام کے 20 دسمبر 2022ء کے خطاب جمعہ کی تخلیص

«هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَةً إِلَيْهِنَّى وَدِينُ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الِّدِينِ كُلِّهِ» (القف: 9) ”وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسول کو الہدی اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظام زندگی پر۔“ اس نسبت سے بھی اس امت کی فضیلت ہے۔ پچھلے انبیاء نے اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے جدوجہد کی مگر بالفعل اللہ کا دین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے غالب ہوا۔ لہذا جہاں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہے وہاں اس نسبت سے اس امت کی بھی فضیلت ہے کہ اس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بالفعل قائم شدہ دین ملا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اللہ کا دین عرب میں غالب ہوا تھا اور اس کی توسعی کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے آغاز سے کر دیا تھا۔ مگر اب قیامت سے پہلے بھی یہ دین پوری دنیا پر غالب ہو گا۔ یہ بشارت بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے لیے عطا فرمائی۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے پوری زمین لپیٹ کر دکھا دی، میں نے اس کے مشرق اور مغرب کو دیکھا اور جہاں تک کی زمین میرے لیے سمیٹ دی گئی تھی وہاں تک عنقریب میری امت کی حکومت پہنچ کر رہے گی۔“

یہ فضیلت بھی اس امت کے لیے ہے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت ترمذی شریف میں موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر آ کر 70 امتیں مکمل ہوئیں اور تم اللہ کی آخری امت ہو، اب تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ جنتہ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تم آخری امت ہو تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث

”آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے۔“

اسی طرح الہامی کتب پہلے بھی نازل ہوئیں (تورات، انجیل، زبور) مگر اللہ تعالیٰ نے پچھلی امتوں کو عطا کی جانے والی کسی کتاب کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا لیکن اس امت کو جو قرآن حکیم عطا فرمایا، اللہ نے اس کی حفاظت کا بھی ذمہ لیا اور قیامت تک کے لیے اس کو محفوظ بھی فرمادیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا إِلَيْكُمْ وَإِنَّا لَهُ لَحَفِظُونَ ﴾ (الجر)﴾

”یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے اور بلاشبہ ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

## مرتب: ابوابراہیم

اس امت کی فضیلت اس قرآن کی وجہ سے بھی ہے۔ پھر یہ امت آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ پچھلے کسی پیغمبر کے لیے ختم نبوت کا اعلان نہ ہوا، اعلان ہوا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر۔ سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہوتا ہے:

”(وَيَكُونُوا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، بلکہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں پر مهر ہیں۔“ (الاحزاب: 40)

اس نسبت سے بھی اس امت کی فضیلت ہے کہ یہ امت آخری پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ پچھلے انبیاء کو بھی دین اسلام دے کر بھیجا گیا۔ دین کی دعوت اور محنت ان کے ذمے بھی تھی مگر جو تکمیلی شان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بیان میں ہے وہ پچھلے کسی پیغمبر کے لیے نہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مشن کے بارے میں تین مرتبہ قرآن کریم میں ذکر آتا ہے کہ:

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

آج ہم نے تذکرہ یادہ بانی کے لیے جس موضوع کا انتخاب کیا ہے وہ ہے: ”فضیلت و فرائض امت مسلمہ۔“

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہونے کی حیثیت سے ہمارے کچھ بہت اہم فرائض ہیں جن کی ادائیگی کے نتیجے میں اس امت کو کچھ فضیلت میرا آتی ہے۔ بحیثیت امتی ہمارے دینی فرائض اور ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ان کی یادہ بانی بھی ضروری ہے۔ قرآن و حدیث میں فضائل کے آنے کا بنیادی مقصد بندوں کے لیے ترغیب و تشویق کا معاملہ ہے تاکہ وہ عمل کے اعتبار سے دلجمی کے ساتھ آگے بڑھ کر فضائل و برکات کے مستحق بن سکیں۔

## فضائل امت کی بنیادیں

اگر ہم فضائل امت کی جڑ میں جائیں تو اس امت کو جو فضیلت حاصل ہے وہ اس امت کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔ اس امت کو جتنے فضائل حاصل ہیں چاہے ان کا ذکر بعثت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے موجود تھا، چاہے وہ آج اس امت کو حاصل ہیں یا چاہے ان فضائل کا تعلق آخرت سے ہو، یہ سارے فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی وجہ سے ہیں۔ یہ فضائل امت کی ایک بنیاد ہے۔ اس کے بعد اس امت کو اس وجہ سے بھی فضیلت حاصل ہے کہ اس میں دین (اسلام) کی تکمیل ہوئی۔ پہلی امتوں کا دین بھی اسلام ہی تھا جیسا کہ فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا سَلَامٌ لَهُمْ قَفُوا﴾ (آل عمران: 19)

”یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔“

تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے اسلام ہی کی دعوت دی مگر اس دین کی تکمیل کا اعلان پہلے کسی بھی پیغمبر پر نہ ہوا، وہاں اعلان بھی اس امت کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا:

»الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ« (المائدہ: 3)

آخرت میں اس امت کو ملنے ہیں۔

### امت کی ذمہ داریاں

یقیناً اس امت کی فضیلت بہت زیادہ ہے لیکن فضیلت ذمہ داری کے ساتھ ہوتی ہے۔ تاجر سارا دن دوکان پر محنت کرتا ہے، ملازم پورا مہینہ جان کھپاتا ہے تب جا کر کچھ اجر ملتا ہے تو ایک امتی کو کیسے گھر بیٹھے یہ سارے فضائل مل جائیں گے؟ نہیں بلکہ اس کے لیے عملی طور پر ثابت کرنا پڑے گا کہ وہ امتی ہے۔ وہ ان ذمہ داریوں کو ادا کرے گا تو اس فضیلت کا حقدار ہوگا۔ ان میں سے پہلی ذمہ داری کیا ہے؟ فرمایا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِإِلَهِكُمْ﴾ ”تم وہ بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، تم حکم کرتے ہو نیکی کا، اور تم روکتے ہو بدی

حاصل ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جنت کا دروازہ میرے لیے کھوا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے میری امت پیش ہوگی اور سب سے پہلے پل صراط سے اس امت کو گزارا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی امت کے افراد کو ان کے وضو کے اعضاء کے چمکنے سے پچان لوں گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بیوی کو اللہ تعالیٰ نے خاص دعا عطا فرمائی، کسی بیوی نے کچھ مانگا، کسی نے کچھ مانگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے وہ دعا آخرت کے لیے رکھ دی اور وہاں میں شفاعت کا اللہ کے سامنے ذکر کروں گا۔ اللہ ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت عطا فرمائے۔ ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت کی 120 صفائی ہوں گی، ان میں سے 80 صفائی میری امت کی ہوں گی۔ یہ وہ فضائل ہیں جو

سے مختلف فضائل کا ذکر ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہتو آخری امت مگر تمہاری عمر میں پچھلوں کے مقابلے میں کم ہوں گی۔ ایک حدیث میں ذکر ملتا ہے کہ کم و بیش سامنہ سے ستر سال کے درمیان اوس طا عمر رہے گی۔ لیکن اسی تناسب سے عمل کا ثواب بھی بڑھا دیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حوالے سے اپنی پریشانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھلوں کو زیادہ عمر میں ملیں اور ہمیں عمر میں کم ملیں تو ہمارے عمل کا کیا بنے گا، ہم تو اجر میں پیچھے رہ جائیں گے۔ اللہ نے اہتمام فرمادیا ہر سال ایک رات ایسی آئے گی جو ہزار مہینوں (83 سال 4 ماہ) سے افضل ہوگی۔ بہر حال اس امت کے لیے عمر میں کم ہیں مگر اجر و ثواب کو بڑھا دیا گیا۔ اسی طرح برکتوں میں بھی اضافہ فرمایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لیے دعا کی: اے اللہ! میری امت کے صحیح کے اوقات میں برکت عطا فرمادے۔ اسی طرح ماہ رمضان میں ایک نفل ادا کرو تو فرضوں کے برابر اجر بڑھ جاتا ہے۔ پھر مقام کے اعتبار سے خانہ کعبہ میں اگر ایک نماز ادا کرو تو لاکھ نمازوں کے برابر اجر ہوگا۔ اسی طرح اس امت کو اعزازات بھی ملے ہیں اور اللہ نے آسانیاں بھی عطا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (آل بقرۃ: 185) ”اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ سختی نہیں چاہتا۔“

پھر سورۃ الحج کے آخر میں فرمایا:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ط﴾ (حج: 78) ”اور دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔“ پچھلی امتوں کے لیے تمیم کی اجازت نہیں تھی لیکن اس امت کو تمیم کی اجازت دی گئی۔ پچھلی امتوں کے لیے مخصوص عبادات گاہوں میں ہی عبادت کی اجازت تھی، لیکن اس امت کے لیے پوری زمین کو مسجد بنادیا گیا۔ بندہ ہائی وے پہ جا رہا ہے، نماز کا وقت ہو گیا تو گاڑی سائیڈ پر کھڑی کر کے قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھ لے۔ اسی طرح پچھلی امتوں کے لیے مال غنیمت سے استفادہ جائز نہیں تھا لیکن اس امت کے لیے حلال کر دیا گیا۔ پچھلی امتوں میں قربانی کو آسمان سے آگ اُتھ کر کھا جاتی تھی جبکہ اس امت کے لیے قربانی کے جانور کو بھی حلال کر دیا گیا۔ بہر حال ان بہت سارے معاملات میں اس امت کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آسانیاں بھی ملیں۔

امت کی فضیلت آخرت میں:

آخرت میں بھی اس امت کو کئی لحاظ سے فضیلت

پریس ریلیز 9 دسمبر 2022ء

## چین-عرب سمٹ عالمی منظرنا میں امریکی اجارتہ داری پر کاری ضرب ہے

### شجاع الدین شیخ

چین-عرب سمٹ عالمی منظرنا میں امریکی اجارتہ داری پر کاری ضرب ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ چین کے صدر شیخ جن پنگ کے دورہ سعودی عرب کے دوران چین-عرب سمٹ اور چین-جی سی کا نفرنس کا انعقاد جس میں 14 عرب ممالک کے سربراہان شرکت کریں گے خطے اور عالمی صورتِ حال کے حوالے سے ایک بہت بڑی تبدیلی کا نکتہ آغاز ہے۔ امریکہ کے حکمران اکثر سعودی عرب کو اپنی ایک طفیلی ریاست ہی سمجھتے تھے۔ حقیقت میں امریکہ کی پالیسی کا اہم ترین رکن ناجائز صیہونی ریاست اسرائیل کی ہر قیمت پر حفاظت کرنا ہے اور اس مقصد کے لیے اُس نے سعودی عرب سمیت تقریباً تمام عرب ممالک کو گزشتہ کئی دہائیوں سے مکمل طور پر اپنے کنٹرول میں رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ چین اور سعودی عرب کے مابین 30 ارب ڈالر مالیت کے 34 معاہدوں پر دستخط ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سعودی عرب امریکہ کے جابرانہ تسلط سے آزاد ہونے کی بھرپور کوشش کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عربوں کو اب انتہائی محتاط رہنا ہو گا کیونکہ امریکہ چین کے ساتھ ان کے بڑھتے ہوئے تعلقات کے راستے میں رکاوٹ کھڑی کرنے کے لیے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرے گا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان ممالک متعدد ہو کر طاغوتی قوتوں کا مقابلہ کریں تاکہ دشمنانِ اسلام کے تمام مذموم ارادوں کو خاک میں ملا جائے سکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

سے اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔” (آل عمران: 110) یہ خیرامت والا حصہ امت کو یاد ہے لیکن آگے جو ذمہ دار یاں بیان ہوئی ہیں وہ یاد نہیں رہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد فرماتے تھے کہ ہم خیرامت ہیں لیکن آج اس دنیا میں سب سے ستائی خون ہمارا بہتا ہے، سب سے زیادہ مصائب کے پہاڑ اس امت پر توڑے جارہے ہیں، سب سے زیادہ اقدامات اس امت کے خلاف اٹھائے جارہے ہیں۔ پون صدی گزر گئی مگر اس امت کے کشمیر اور فلسطین جیسے مسائل حل نہ ہوئے۔ کیا اللہ اور رسول ﷺ کے مانند والوں کا یہ حشر ہونا چاہیے؟ ہمیں اپنی گریبان میں بھی جھانکنا چاہیے کہ کیا ہم آج خیرامت ثابت ہو رہے ہیں؟ کس بنیاد پر خیرامت کہا گیا؟

**﴿تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط﴾** ”تم حکم کرتے ہو نیکی کا، اور تم روکتے ہو بدی سے، اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔“

قرآن مجید میں اکثر مقامات پر ایمان کا ذکر پہلے آتا ہے اور اس کے بعد اعمال کا ذکر آتا ہے۔ جیسے: **﴿إِنَّ الَّذِينَ أَمْتُوا وَعَمِلُوا الصِّلْحَتِ﴾** (سورۃ العین: 7)

یعنی ایمان کا تقاضا پہلے ہے اور عمل کا بعد میں لیکن خیرامت والی آیت میں ترتیب بدل گئی ہے۔ یعنی عمل کا تقاضا پہلے اور ایمان کا بعد میں۔ مفسرین نے ذکر کیا کہ اس آیت کریمہ میں ترتیب اس لیے بدلتی گئی ہے تاکہ واضح ہو کہ دینی ذمہ دار یاں ادا کرو گے تو خیرامت کھلاوے گے۔ محض ایمان کا دعویٰ کر کے بیٹھے رہو، کلمہ پڑھ کر مطمئن ہو جاؤ جبکہ معاشرے میں برائیاں پھیلتی رہیں، سود و حرام خوری کے دھنے دے چلتے رہیں، لوگوں کی گرد نیں کاشنے، لوگوں کی جائیدادوں پر قبضوں کا سلسلہ جاری رہے، ذاتی مفاد کے لیے پوری قوم کا سودا ہوتا رہے، اللہ کے احکامات ٹوٹتے رہیں اور اس کے باوجود تم اپنے تینیں سمجھتے ہو کہ ہم خیرامت ہیں۔ نہیں! خیرامت ذمہ داری کے ساتھ ہے۔ ذمہ داری کے ساتھ کام کرو گے تو خیرامت قرار پاؤ گے، کام نہیں کرو گے تو پچھلوں کا انعام بھی دیکھ لو۔ بنی اسرائیل کے حوالے سے قرآن میں دو دفعہ فرمایا گیا:

”اے یعقوب کی اولاد! یاد کرو میرے اس انعام کو جو میں نے تم پر کیا، اور یہ کہ میں نے تمہیں فضیلت عطا کی تمام جہانوں پر۔“ (البقرۃ: 47، 122)

لیکن اسی البقرۃ میں فرمایا:

”اور ان پر ذلت و خواری اور محتاجی و کم ہمتی تھوپ وی گئی۔“ (آیت: 61)

گواہی دے گئے ہیں اور گواہ بنانے کے۔ جستہ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: **”اَلَا هُلْ بَلَغْتُ؟ لَوْ كُنْتُ مُنْهَى!** کیا میں نے پہنچا دیا؟ اس پر پورے مجمع نے یک زبان ہو کر جواب دیا: ہاں ہم گواہ ہیں آپ ﷺ نے رسالت کا حق ادا کر دیا، آپ ﷺ نے امانت کا حق ادا کر دیا۔“ اللہ کے رسول ﷺ نے صرف قول سے نہیں بلکہ اپنے کردار سے بھی پہنچایا اور گواہی دی، اعمال کی عملی شکل بھی بتادی اور پھر اجتماعی نظام قائم کر کے بھی دکھادیا۔

**﴿وَقُلْ جَاءَ الْحُقْقُ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ طَإِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾** (بنی اسرائیل) ”اوہ آپ کہہ دیجیے کہ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔ یقیناً باطل ہے، ہی بھاگ جانے والا۔“

آپ ﷺ کی یہ گواہی قول کے لحاظ سے بھی تھی، ذاتی کردار، اور نظام کو قائم کرنے کے حوالے سے بھی تھی۔ اب ان کے behalf پر اس امت کی ذمہ داری ہے کہ اپنے قول سے اور اپنے کردار سے اور اجتماعی سطح پر اللہ کے دین کو قائم کر کے دنیا کے سامنے گواہی پیش کرے۔ 75 سال پہلے اسی گواہی کے لیے اس ملک کو لیا تھا۔ اس اعتبار سے یہ ذمہ داری ہمارے کاندھوں پر ہے۔ امت واقعۃ اللہ کی رحمت کی مستحق اس وقت ہو گی جب وہ اپنے امت والے کردار کو ادا کرے گی۔ باقی دنیوی لحاظ سے ہم جو ذمہ دار یاں ادا کر رہے ہیں، گھر بنالیا، بچوں کو پالا یہ سب کام دوسرا ہے لوگ بھی کر رہے ہیں، اس بنیاد پر ہماری اللہ کے ہاں کوئی حیثیت نہیں۔ ہماری قدر اگر اللہ کی نگاہوں میں ہو گی تو اقامت دین کی جدوجہد کی وجہ سے ہو گی جس کا نمونہ آپ ﷺ نے پیش کر دیا۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: **﴿هُوَ اجْتَبَيْنِكُمْ﴾** (الحج: 78) ”اس نے تمہیں چن لیا ہے، اس سے پہلے اللہ نے انبیاء کرام ﷺ کو اس کام کے لیے چنا تھا اب اس امت کو چنا ہے۔ جس کام کے لیے چنا گیا وہ کریں گے تو اللہ کی نگاہوں میں ہماری کوئی حیثیت ہو گی۔ لیکن آج نہیں ہے کیونکہ 57 مسلم ممالک میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو یہ گواہی پیش کر سکے کہ دیکھو یہ اللہ کا 56 کا دین ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے لائے تھے۔ باقی 56 سے کیا گلہ، ہم جنہوں نے اسلام کے نام پر ملک حاصل کیا تھا اور دعویٰ کیا تھا کہ ہم یہاں اسلام نافذ کریں گے لیکن وہاں بھی بحیثیت امتی ہم اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں امتی ہونے کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!



# درین میں صلہ رحمی کی اہمیت

مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت، تنظیم اسلامی

تفاضا کرتا ہے۔ صلہ رحمی کرنے کے لیے اپنے اوپر جبر کرنا پڑتا ہے۔ اگر ہم اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی سے بات شروع کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ بسا اوقات خاندانی معاملات میں ہمیں رشتہ داروں کی جلی کٹی باتیں سننی پڑتی ہیں۔ ان کی باتوں کو صبر کے ساتھ اس طرح برداشت کرنا کہ ان کو ترکی بہتر کی وجہ نہ دیا جائے۔ ان سے میل ملاقات اسی طرح جاری رکھا جائے، ممکن ہی نہیں جب تک یہ سارا عمل خالصتاً اللہ کو راضی رکھنے کی نیت سے نہ ہو۔

سورۃ الرعد کی آیت 22 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”او روہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے اور نماز قائم کی اور خرچ کیا اس میں سے جو ہم نے انہیں دیا تھا پوشیدہ طور پر بھی اور اعلانیہ بھی اور وہ بھلانی سے برائی کو دور کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے دایر آخرت کی کامیابی ہے۔“

یہ اولو الالباب، یہ سمجھدار لوگ، صلہ رحمی کرنے والے صرف اور صرف اللہ کو راضی کرنے کے لیے صبر کرتے ہیں۔ اور یہ صبر بھی ان کو نماز قائم کرنے کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ لوگ برائی کو بھلانی سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ رشتہ داروں کی ایذا رسانی کے باوجود ان کے اوپر خفیہ اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ جنت کا وعدہ ہے۔

اور جنت میں بھی انتہائی اعلیٰ مقام۔ مزید ان لوگوں پر اللہ کا انعام یہ ہو گا کہ جنت کے اس اعلیٰ درجہ میں ان کے والدین، اولاد اور بیویوں کو بھی داخل کیا جائے گا بشرطیکہ وہ جنت کے اونٹی درجہ میں بھی داخل ہونے کی اہلیت رکھتے ہوں۔

سورۃ الرعد کی آیت 23 میں فرمان الہی ہے:

”(آخرت کا گھر) وہ باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو بھی نیکوکار ہوں گے ان کے آباء، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے اور ہر دروازے سے (جنت کے) فرشتے ان کے سامنے حاضر ہوں گے۔“

صلہ رحمی کرنے والے لوگ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں یہ نہیں دیکھتے کہ کس کا سلوک ان کے ساتھ کیسا ہے؟ وہ تو بس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے لوگوں کے درمیان محبت بناؤ اور سدھار چاہتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”وہ آدمی صلہ رحمی کا حق ادا نہیں کرتا جو

”اے نبی صلی اللہ علیکم!“ کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا وہ حق ہے، بھلا اُس جیسا ہو سکتا ہے جو انہوں نے؟ یقیناً نصیحت تو عقل والے ہی حاصل کرتے ہیں۔“

یعنی سمجھدار لوگ اللہ کی محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اس کی فرمانبرداری کرتے ہوئے وہ بھی اس دنیا میں بناؤ، نظم اور سدھار کی کوشش کرتے ہیں۔ خود بھی بگاڑ کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور اپنی حد استطاعت بگاڑ کو رفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انسانوں میں یہی بناؤ، نظم، اور سدھار، ”صلہ رحمی“ کہلاتا ہے۔ اور بگاڑ و بندی ”قطع رحمی“ کہلاتا ہے۔ یہ ”صلہ رحمی“ نہ صرف انسانوں کے درمیان مطلوب ہے بلکہ ازوئے احادیث حیوانات اور نباتات بھی اس میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الرعد آیت 21 میں اولو الالباب کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”(اولو الالباب وہ لوگ ہیں) جوڑتے ہیں اُس کو جس کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، اور جوڑتے رہتے ہیں اپنے رب سے اور اندر پیش رکھتے ہیں، برے حساب کا۔“

یعنی جوڑنے اور صلہ رحمی کا عمل وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں اللہ رب العالمین کی خشیت حاصل ہوتی ہے اور جو لوگ قیامت کے دن برے حساب سے ڈرتے ہیں سوء الحساب سے مراد ہے کہ ایک ایک چھوٹی سے چھوٹی بات پر گرفت ہو جائے۔ جبکہ اہل ایمان کے ساتھ حساباً یسیراً کا معاملہ ہو گا۔ ان کی لغزشوں اور کوتاہیوں سے صرف نظر کیا جائے گا۔ اعمال پر سرسری سی نظر ڈال کر جنت میں بھیج دیا جائے گا۔

”اللَّهُمَّ حَاسِبِنِي حِسَابًا يَسِيرًا“ (”اے اللہ! میرے حساب کو آسان فرمادے۔“) (منداحمد)

صلہ رحمی کا عمل قریبی رشتہ داروں سے شروع ہو کر تمام انسانیت تک محيط ہے۔ جو ہمارے جتنا زیادہ قریب ہو گا وہ اتنا ہی زیادہ ہماری صلہ رحمی کا مستحق ہے۔ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ صلہ رحمی کا یہ عمل بے تحاشا صبر کا

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو پیدا کیا۔ زمین و آسمان اور ان کے درمیان ہر چیز کو پیدا کیا۔ ہر ہر مخلوق کو پیدا کر کے اس دنیا میں رہنے کا سلیقہ بھی سکھایا، اس نے کس طرح اپنی رہائش کا بندوبست کرنا ہے؟ کہاں سے اپنے رزق کا بندوبست کرنا ہے؟ اپنی حفاظت کیسے کرنی ہے؟ پھر رہائش، رزق اور حفاظت کے لیے جن جن مادی اشیاء کی ضرورت تھی وہ تمام وسائل بھی مہیا کر دیے۔ انہیں استعمال کرنے کا طریقہ بھی سکھا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ بندوبست اس لیے کیا کہ یہ تمام کائنات اور جو کچھ بھی اس میں ہے وہ اس کی تخلیق ہے۔ وہ بگاڑ کو پسند نہیں ایک بناؤ، نظم اور سدھار چاہتا ہے۔ وہ بگاڑ کو پسند نہیں کرتا ہے۔ اگر سطحی طور پر کہیں بگاڑ نظر بھی آتا ہے۔ تو در اصل وہ ایک نئی تعمیر کے لیے ہے »گُلَّ يَوْمَ هُوَ فِي شَأْنٍ« (الجن) ”ہر روز اس کی ایک نئی شان ہوتی ہے۔“ پھر جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 70 میں وارد ہوا ہے:

”اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے اور انہیں خشکی اور سمندر میں سواریاں مہیا کی ہیں۔ اور ان کو پا کیزہ چیزوں کا رزق دیا ہے اور ان کو اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا کی ہے۔“

اور اسی فضیلت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے دوسری مخلوقات سے زیادہ علم دیا۔ اور ان میں رسولوں کا سلسلہ جاری فرمایا۔ انسان کو اختیار دیا کہ چاہے وہ اطاعت گزار بندہ بن کر اس دنیا میں زندگی گزارے۔ چاہے سرکش بن کر، چاہے تو اس دنیا کے بناؤ اور سترہاؤ کی فکر کرے اور اعلیٰ کردار اور اعلیٰ اخلاق اپنائے اور چاہے تو بگاڑ کی روشن اختیار کرے اور پست کردار اور پست اخلاق اپنائے، اللہ تعالیٰ کے جن بندوں کو اس بات کی سمجھ آجائی ہے اور وہ اس کے فرمان بردار بندے بننے کی کوشش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو ”اولو الالباب“ کا خطاب دیتے ہیں۔ سورۃ الرعد کی آیت 19 میں ارشاد گرامی ہے:

شامل حال رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”رحم (یعنی حق قربات) مشتق ہے رحمان سے اور اس نسبت سے اللہ نے اس سے فرمایا جو تجھے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اسے توڑوں گا۔“ (صحیح بخاری)

یعنی انسان کی باہمی قربات اور رشتہ داری کے تعلق کو اللہ تعالیٰ کے اسم پاک رحمٰن سے اور اس کی صفت رحمت سے خاص نسبت ہے اور وہی اسی کا سرچشمہ ہے۔ اس خصوصی نسبت ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی اتنی اہمیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ جو رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے گا اور ان کے ساتھ اچھا برداشت کرے گا، اس کو اللہ تعالیٰ اپنے سے وابستہ کر لے گا اور اپنابنائے گا۔ اور جو کوئی اس کے برعکس قطع رحمی کا رویہ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سے کاٹ دے گا۔ اُسے اپنے سے دور کر دے گا اور اس سے بے تعلق ہو جائے گا۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ صلہ رحمی کی دین میں کتنی اہمیت ہے اور اس میں کوتاہی کتنا سنگین جرم اور کتنی بڑی کوتاہی ہے۔

تنظيم اسلامی کے رفیق ہونے کی حیثیت سے ہماری یہ اضافی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم رشتہ داروں کے ساتھ معاملات میں ان سے بڑھ کر صلہ رحمی کا مظاہرہ کریں۔ کیونکہ ان کے ساتھ ہمارا تعارف بطور ایک تنظیم کے رفیق کے بھی ہے۔ ہماری جانب سے صلہ رحمی کے مظاہرہ سے ان پر تنظیم کی اہمیت بھی واضح ہو گی کہ تنظیم کے رفیق ہونے کی وجہ سے ہمارے اندر یہ تبدیلی آئی ہے۔ ہمارے اس طرز عمل سے ان تک تنظیم کی خاموش دعوت بھی پہنچے گی۔ مزید برآں رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ہم انہیں پوری دل سوزی، خیرخواہی، غم خواری، ہمدردی اور جذبہ کے ساتھ تنظیم کی فکر سے آگاہ کریں۔ انہیں ان کے دینی فرائض یاد دلائیں اور تنظیم میں شمولیت کی دعوت دیں۔ لیکن ہماری یہ دعوت بھی تبھی کارگر ہو گی جب ہم ان کے ساتھ معاملات میں صلہ رحمی کا مظاہرہ کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قطع رحمی سے محفوظ رکھے اور صلہ رحمی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

ٹھکانا ہے۔

آئیے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزید ارشادات کی روشنی میں صلہ رحمی کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔

حضرت جبیر ابن مطعم رض سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔“ (صحیح بخاری)

معلوم ہوا کہ قطع رحمی اللہ کے نزدیک اتنا سخت گناہ ہے کہ اس گناہ کی گندگی کے ساتھ کوئی جنت میں نہ جاسکے گا ہاں جب اس کو سزادے کر پاک کر دیا جائے یا اللہ کسی وجہ سے اس کو معاف کر دے تو جاسکے گا۔ جب تک ان دونوں میں سے کوئی ایک بات نہ ہو، جنت کا دروازہ اس کے لیے بند رہے گا۔

اسی طرح حضرت انس رض سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو کوئی یہ چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور دنیا میں اس کی عمر لمبی ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔“ (متفق علیہ)

اس حدیث سے ایک حقیقت تو یہ واضح ہوتی ہے کہ بعض نیک اعمال کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی برکتوں سے نوازتا ہے یہ حدیث ہماری رہنمائی کر رہی ہے کہ اہل قربات کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک وہ مبارک عمل ہے جس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق میں وسعت اور عمر میں زیادتی اور برکت ہوتی ہے۔ صلہ رحمی کی دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک یہ آدمی اپنی کمائی سے اہل قربات کی مالی خدمت کرے دوسرے یہ کہ اپنے وقت اور اپنی زندگی کا کچھ حصہ ان کے کاموں میں لگائے اس کے صلے میں رزق و مال میں وسعت اور زندگی کی مدت میں اضافہ اور برکت اللہ تعالیٰ کی حکمت اور رحمت کے عین مطابق ہے۔

عام تجربہ ہے کہ خاندانی جھگڑے اور خانگی اجھنیں جو زیادہ تر حقوق قربات ادا نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ آدمی کے لیے دلی پریشانی، اندر وونی کرہن اور گھن کا باعث بنتی ہیں اور کاروبار، ملازمت اور صحت ہر چیز کو متاثر کرتی ہیں۔ لیکن جو لوگ اہل خاندان اور اقارب کے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کا برداشت کرتے ہیں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں، ان کی زندگی انشراح و طمانیت اور خوش دلی کے ساتھ گزرتی ہے اور ہر لحاظ سے ان کے حالات بہتر رہتے ہیں اور فضل خداوندی ان کے

(صلہ رحمی کرنے والے اپنے اقربا کے ساتھ) بدالے کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے صلہ رحمی کا حق ادا کرنے والا دراصل وہ ہے جو اس حالت میں صلہ رحمی کرے اور قربات داروں کا حق ادا کرے جب وہ اس کے ساتھ قطع رحمی اور حق تلفی کا معاملہ کریں۔“ (رواہ البخاری)

ظاہر ہے کہ قطع رحمی اور حق تلفی کرنے والوں کے ساتھ جب جوابی طور پر قطع رحمی کا برداشت کیا جائے گا تو یہ یہماری اور گندگی معاشرے میں اور زیادہ بڑھے گی اور اس کے برعکس جب ان کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ کیا جائے گا تو انسانی فطرت سے امید ہے کہ جلد یا بدیران کی اصلاح ہو گی اور معاشرے میں صلہ رحمی کو فروع حاصل ہو گا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت اور اس کافضل ہے کہ جو لوگ بناؤ اور سنوار کے بجائے بگاڑ کی روشن پر قائم ہوں اور کسی بھی وقت ان کو یہ بات سمجھ آجائے کہ وہ غلط راستے پر ہیں اور درست اور صحیح راست کی طرف پلٹنا چاہیں اور اپنی گزشتہ روشن پر شرمندہ بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ بھی خوش ہو کر ان کو واپس پلٹنے کی توفیق دے دیتے ہیں۔ ان کے پچھلے تمام برے کاموں کو معاف کر دیتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ سچے دل سے ناوم ہوں اور آئندہ اپنی روشن درست کرنے کی مسلسل کوشش کرتے رہیں۔ یہی توبہ کا فلسفہ ہے۔

سورۃ فرقان کی آیت 70 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہاں مگر جو کوئی توبہ کرے، ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔“

البتہ جو لوگ بگاڑ کی روشن پر قائم رہیں اور صلہ رحمی کے بجائے قطع رحمی کی روشن پر قائم رہیں یہاں تک کہ اسی حالت میں انہیں موت آجائے تو ان کی سزا جہنم ہے۔

سورۃ الرعد کی آیت 25 میں ارشاد گرامی ہے:

”(اور) (اس کے برعکس) وہ لوگ جو توڑتے ہیں اللہ کے عہد کو اس کو مضبوطی سے باندھنے کے بعد اور کامیتے ہیں ان (رشتوں) کو جن کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہو گی اور ان کے لیے برا گھر (جہنم) ہے۔“

گویا صلہ رحمی نہ کرنے والے لوگ زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ ان کے لیے اللہ کی لعنت اور آخرت میں برا

# کیا نظامِ اپاٹل میں اطاعت رسول مسلم نہیں ہے؟ (6)

ڈاکٹر اسرار احمد

(گزشتہ سے پیوستہ)

## روئے ارضی پر خلافت کا قیام

تک مرے سے قائم ہی نہیں ہوئی اور اللہ کا وعدہ ابھی تک کسی درجے میں بھی پورا نہیں ہوا۔ یہ بات قطعاً قرآن مجید کے منافی ہے۔ اللہ کا یہ وعدہ ایک خاص درجے میں پورا ہو چکا ہے، باس طور کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں سرز میں عرب میں اللہ کا دین غالب ہو گیا: «وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ طِ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا» (بیت اسرائیل) اور کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل نابود ہو گیا، بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرہ نماۓ عرب سے باہر دین کے غلبہ کی جدوجہد شروع کی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ دائرہ مزید وسیع ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دس برس میں بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ سیلا ب اور تیزی سے آگے جا رہا تھا۔ گویا ع” تھمتانہ تھا کسی سے سیل روایا ہمارا۔ یوں سمجھئے کہ دریائے جیوں (آج بھی جس کا بڑا حصہ روس اور افغانستان کی سرحد بناتا ہے) سے بھرا و قیانوس تک یہ خلافت قائم ہو گئی تھی۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر چونکہ اختلاف رہا ہے اور ان کی خلافت پورے عالم اسلام پر قائم نہ ہو سکی بلکہ ایک علاقہ علیحدہ رہا لہذا میں نے صرف تین کے نام لیے ہیں۔ حضرت علیؓ خلیفہ راشد ہیں، اس میں کوئی شک نہیں، لیکن شاہ ولی اللہ دہلویؓ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی خلافت مستحکم نہیں ہو سکی۔ لیکن کم سے کم تین خلفاء کی خلافت میں تو کوئی اختلاف نہیں۔ درحقیقت اس درجے میں اللہ کا یہ وعدہ پورا ہو چکا ہے، لیکن اس وعدے کا ایک دور ابھی باقی ہے اور وہ تب ہو گا جب پورے کرہ ارضی پر خلافت کا نظام قائم ہو گا۔ یہ ہو کر رہے گا، اس لیے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے روئے ارضی کی طرف معمouth ہونے کا منطقی نتیجہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پوری نوع انسانی کے لیے تھی۔ آپ خطبوں میں کبھی یہ الفاظ سنتے ہیں: المبغوث إلی الأسود والآخر یعنی بعض لوگ یہ سوال پوچھتے ہیں کہ خلافت نہیں ہے تو ہم کیا

آیت زیر مطالعہ میں خلافت کے اس وعدے کے ساتھ یہ بھی فرمایا: «كَمَا اسْتَخَلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ صَرَبُوا» جیسے کہ اس نے خلافت عطا کی تھی ان کو جوان سے پہلے تھے۔ اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے۔ اصول تفسیر کا ایک قاعدہ ہے: القرآن یفستیز بغضہ بغضہ کہ قرآن کی ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر بیان کرتی ہے۔ چنانچہ آیت زیر مطالعہ کی تفسیر قرآن مجید ہی میں موجود ہے: «إِنَّا أَوْدَدْنَا جَعْلَنَاكَ خَلِيلَةً فِي الْأَرْضِ» (ص: 26) اے داؤد! ہم نے آپ کو زمین میں خلافت عطا فرمائی ہے۔

اس ضمن میں یہ تجزیہ بھی کرنا پڑے گا کہ آیت زیر مطالعہ میں مسلمانوں سے جو خلافت کا وعدہ کیا جا رہا ہے کیا یہ ہر اعتبار سے اسی طرح ہو گا جیسے اسرائیل کے عہد زریں میں وعدہ پورا ہوا تھا یا اس میں کوئی فرق ہو گا؟ اس حوالے سے نوٹ کر لیں کہ اس میں ایک بہت بڑا فرق ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور بنی اسرائیل کے تمام انبیاء کرام بسم حضرت عیسیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت صرف بنی اسرائیل کی طرف تھی، جبکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پوری نوع انسانی کے لیے ہوئی ہے: «وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا كَفَافَةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا» (سبا: 28) اور ہم نے نہیں بھیجا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مگر تمام انسانوں کے لیے بشیر اور نذیر بنانا کر۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو جب تک پورے کرہ ارضی کی خلافت نہیں ملتی تب تک یہ وعدہ ہنوز شرمندہ تکمیل رہے گا۔ ایک درجے میں تو خلافت راشدہ کی صورت میں یہ وعدہ پورا ہو گیا۔ اس اعتبار سے یہ بڑی اہم بات ہے کہ ہمارے ہاں ایک خاص فرقے نے حضرات ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت پر جوشہ پیدا کیا ہے اس کی نفع اس آیت سے ہو جاتی ہے۔ اگر ان کی خلافت صحیح نہیں تھی تو گویا خلافت ابھی

ہر سیاہ فام اور سرخ رو کی طرف بھیجے ہوئے ہوئے گا۔ اس کے لیے صرخ احادیث بھی موجود ہیں۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنایا:

”دنیا میں نہ کوئی اینٹ گارے کا بنا ہوا گھر باقی رہے گا نہ کمبلوں کا بنا ہوا خیمه جس میں اللہ اسلام کو داخل نہیں کر دے گا، خواہ عزت والے کے اعزاز کے ساتھ خواہ کسی مغلوب کی مغلوبیت کی صورت میں۔ (یعنی) یا لوگ اسلام قبول کر کے خود بھی عزت کے مستحق بن جائیں گے یا اسلام کی بالادستی تسلیم کر کے اس کی فرمان برداری قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔“ (رواہ احمد)

میں (راوی) نے کہا: تب تو سارے کاسارا دین اللہ کے لیے ہو جائے گا۔ تو یہ وعدہ ضرور پورا ہو گا، البتہ اس وعدے کو پورا کرنے کے لیے جدوجہد کرنی ہو گی، اس کے تقاضوں کو پورا کرنا ہو گا۔ ابھی تاریخ منتظر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کے دعوے دار پھر انھیں منظم ہوں، ایک طاقت بن کر باطل سے ٹکرایا جائیں اور اللہ کے دین کو غالب کریں، جیسے کہ محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم السلام جمعیں نے کیا۔ اقبال نے کہا تھا: تباہ خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار لاکھیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر!

قیامِ خلافت کے لیے جدوجہد ہماری ذمہ داری ہے!

پورے روئے ارضی پر اللہ کے دین اور نظامِ عدل اجتماعی کو غالب کرنا، یہ مشن ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابھی اس کی تکمیل باقی ہے۔

وقت فرست ہے کہاں کام ابھی باقی ہے نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے! نورِ توحید اپنی جگہ تو مکمل ہو گیا، لیکن ابھی اس سے صرف جزیرہ نماۓ عرب منور ہوا تھا، جبکہ اطرافِ عالم مشرق اور مغرب سب کے سب ابھی اس کے نور سے محروم تھے اور پورا کرہ ارضی شرک کے گھٹاٹوپ اندر ہیروں میں ڈوبا ہوا تھا، وہ تشییع کی صورت میں یا شہویت کی شکل میں۔ خلافت راشدہ کے دوران یہ نورِ توحید کرہ ارضی کے بہت بڑے حصے پر پھیل گیا، لیکن اس کا اتمام ابھی باقی ہے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی تکمیل ابھی باقی ہے اور یہ کام ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی حیثیت سے کرنا ہے۔ بعض لوگ یہ سوال پوچھتے ہیں کہ خلافت نہیں ہے تو ہم کیا

﴿وَلَيَبْدِلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ط﴾ ”اور لازماً وہ بدل دے گا ان کے خوف کی حالت کو امن کی حالت میں۔“

جو لوگ عربی زبان کی معمولی شد بد بھی رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ عربی زبان میں کسی وعدے پر تاکید کا اس سے بڑھ کر کوئی اسلوب نہیں ہے کہ فعل مضارع کے شروع میں لام مفتوح اور آخر میں نون مشدد لایا جائے۔ یہاں ان تینوں وعدوں میں یہی انتہائی تاکید کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے: **لَيَسْتَخْلِفَهُمْ ... لَيَمْكِنَ لَهُمْ دِينُهُمْ ... لَيَبْدِلَنَّهُمْ ...** یعنی وہ انہیں لازماً خلافت عطا فرمائے گا..... وہ لازماً ان کی خوف کی حالت کو امن سے بدل دے گا۔ یہ خوف کی حالت امن سے تب بدلتی ہے جب دشمن کے اندر طاقت نہ رہے اور دشمن زیر ہو جائے۔ اگر دشمن برابر کا ہے یادمن قوی ہے تو ہر وقت حملہ کا اندیشہ رہتا ہے۔ ہجرت کے بعد ابتدائی دنوں میں مدینہ منورہ میں ہر وقت یہ کیفیت طاری رہتی تھی کہ پتا نہیں کب حملہ ہو جائے اور منافقین اس قسم کی افواہیں اڑاتے رہتے تھے تاکہ مسلمانوں کے حوصلے پست ہوں۔ تو یہ جو خوف کی کیفیت رہتی تھی اس کو اللہ تعالیٰ نے امن سے بدل دیا۔ اللہ رب العزت نے ان تینوں وعدوں کو پہلے صحابہ کرام ﷺ کے ساتھ پورا فرمایا تھا، اس لیے کہ انہوں نے ایمان اور عمل صالح کی دونوں شرطیں پوری کیں، جدوجہد کی، قربانیاں دیں اور جس وقت جو تقاضا آیا اس کے سامنے سرتسلیم خم کیا۔ (جاری ہے) ⚫ ⚫ ⚫

## ضرورت دشته

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنی دو بیٹیوں، عمر 33 سال، تعلیم پی اچ ڈی (ماہیکرو بیالو جی) اور عمر 31 سال، تعلیم ایم فل (ماہیکرو بیالو جی) کے لیے لاہور، اسلام آباد اور گرد و نواح سے دینی مزاج کے حامل لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 0322-4077566

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی روول ادا کرے گا اور رشته کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

لیے میں تو پھر بھی امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے اور مسلمانان پاکستان کو اس کی سعادت عطا فرمائے کہ وہ خلافت کا نظام پہلے اس ملک میں قائم کریں۔ پھر جب اس کی برکات ظاہر ہوں گی تو یقیناً پوری دنیا دیکھے گی اور باقی ممالک بھی خلافت کی طرف آئیں گے۔ دنیا تو در در کی ٹھوکریں کھار ہی ہے۔ ایک تجربہ کیموزم کا کیا تو وہ ناکام ہو گیا، اب کوئی اور تجربہ کریں گے اور پھر ٹھوکر کھائیں گے۔ اس لیے کہ ہدایت آسمانی اور محمد رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا نظام تو خود مسلمان قائم نہیں کر رہے ہیں۔ مسلمان خود اپنے وجود کے ذریعے سے گویا اس کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

## اللہ رب العزت کے تین وعدے

آیت استخلاف میں ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ کے تین پختہ وعدوں کا بیان ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ امید سے انسان کے اندر عزم و حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر امید ہو تو ہمت بندھتی ہے کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور برقرار رہتا ہے۔ اور اگر امید دم توڑ جائے تو پھر قویٰ بھی مضمحل ہو جاتے ہیں، ہمت جواب دے دیتی ہے اور کمرٹوٹ کر رہ جاتی ہے۔ تو اللہ کے یہ وعدے ہمارے لیے امید کا سہارا ہیں۔ فرمایا: **(وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصِّلَاةَ)** ”(اے مسلمانو!) اللہ کا وعدہ ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور عمل صالح کا حق ادا کریں“۔ پہلا وعدہ یہ ہے: **لَيَسْتَخْلِفَهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص** ”کہ لازماً وہ انہیں زمین میں خلافت (غلبة) عطا کرے گا جیسے کہ اس نے ان سے پہلے والوں کو خلافت عطا کی تھی“۔ دوسرا وعدہ ہے: **وَلَيَمْكِنَ لَهُمْ دِينُهُمُ الَّذِي ارْتَضى لَهُمْ** ”اور تمکن عطا فرمائے گا ان کے لیے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لیے پسند کر لیا ہے“۔ سورۃ المائدۃ بھی تقریباً 6-7 ہجری میں نازل ہوئی ہے اور اس میں یہ آیت موجود ہے: **الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَّتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيَتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ط** ”(آیت: 3)“ آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام فرمادیا ہے اور تمہارے لیے میں نے اسلام کو بھیتیت دین پسند کر لیا ہے“۔ جبکہ تیرا وعدہ ہے:

کریں؟ اس کا ایک ہی جواب ہے کہ جو مسلمان اپنی ذمہ داری کو سمجھ لیں اور اللہ کے اس وعدے **الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصِّلَاةَ ...** کا مصدقہ بننا چاہیں تو وہ کھڑے ہوں جمع ہو کر ایک جماعت بنائیں، کسی ایک امیر کے ہاتھ پر بیعت سمع و طاعت فی المعروف کریں، پھر اس نظام کے لیے جدوجہد کریں اور اس نظام کو برپا کریں۔

ظاہر بات ہے کہ یہ نظام سب سے پہلے کسی ایک ملک میں قائم ہو گا اور پھر اس کی توسعی ہو گی۔ حضور ﷺ کا لام بھی پوری دنیا میں ایک دم اس نظام کو نہیں لاسکے۔ آخراں دنیا کے کچھ قوانین فطرت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتی جدوجہد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کے نتیجے میں پہلے سرزیں عرب میں وہ نظام برپا ہوا۔ اس کے بعد بات آگے پھیلی تو عراق، شام، مصر، ایران تک یہ معاملہ گیا۔ پھر ادھر اور ادھر تک اور ادھر آگے لیبیا وغیرہ تک معاملہ پہنچا۔ یعنی پہلے یہ نظام ایک ملک میں قائم ہوا اور پھر اس کی توسعی ہوئی۔ یہی ایک طریقہ ہے محمد عربی ﷺ کا اور یہی طریقہ آج اختیار کیا جا سکتا ہے۔

اگر ہم اس نظام کے لیے جدوجہد کریں گے تو ہم اللہ تعالیٰ کے تین وعدوں کے مستحق ہو جائیں گے جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔ کاش اللہ تعالیٰ اس سرزی میں پاکستان کو نظام خلافت کا نقطہ آغاز بنائے جو اس وقت باہمی خلفشار، انتشار، طرح طرح کے جھگڑوں، نسلی و گروہی فسادات، نفاق عملی، نفاق باہمی اور نفاق قلبی جیسے مصائب و مسائل کا شکار ہے۔ خدا نخواستہ جو بھٹیاں یہاں کبھی دہک رہی تھیں کہیں وہ دوبارہ نہ بھڑک اٹھیں۔ اندر وون سندھ میں وہی شکل ہو سکتی ہے۔ بیرونی حالات نہایت خراب ہیں، جبکہ اندر وونی خلفشار بھی بے قابو ہو رہا ہے۔ ہر آنے والی نئی حکومت میں ایک سے ایک بڑا سکینڈل سامنے آتا ہے۔ ہمیں ایک قوم کی حیثیت سے سوچنا چاہیے کہ در حقیقت ہم کس خلفشار اور کس خوفناک انجام کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اس کے باوجودنا امیدی میں بھی امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے، جس کو انگریزی میں کہتے ہیں: Hoping against hope فرمایا گیا ہے: **لَا تَأْيَسُوا مِنْ رَّوْجِ اللَّهِ ط** ”(آیت: 87) کہ اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو۔ اس

مکار کی تھیں جو اپنے بھائی کے ساتھ  
کوئی ملک کا اپنے بھائی کے ساتھ

اس وقت شاید مسائل کافوری حل اپیکشنس ہی بھی تاکہ نئی حکومت عوامی اعتماد کے ساتھ آئے اور بڑے  
فصلے لینا شروع کرے : رضاۓ الحق



پاکستان کی بینالمللی سیاسی، معاشی اور عسکری صورت حال کے موضوع پر  
حالات حاضرہ کے متعدد پروگرام "نہ مائقہ کوئاں ہے" میں معروف رائٹرزوں اور بجزیرہ نگاروں کا اظہار خیال

یہ صرف کہنے کی بات ہے لیکن بعد میں ثابت ہوا کہ وہ ان کی ذات تک ہی محدود تھا۔ کیونکہ اسی وقت ایک چینل پر شاہ محمود فریشی کا انٹرو یو سامنے آیا جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اس معاملے میں شاہ محمود کا ان سے کوئی مشورہ نہیں ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بنیادی طور پر اچھی بات نہیں ہے کہ آپ اپنے قربی ساتھیوں کو بھی نظر انداز کر دیں لیکن بعض مرتبہ پچھلے ٹیکنیکل موولیڈر کو اپنی ذات تک محدود رکھنی پڑتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے وہاں تقریر میں پہلے وہی پرانی باتیں کہ چور ہیں، لٹیرے ہیں وغیرہ لیکن اس کے ساتھ یہ اعلان بھی کر دیا کہ اب تحریک انصاف اس فرسودہ اور گندے نظام سے ہی باہر آ رہی ہے اور ہم استعفے دے رہے ہیں۔ مجھے یہ بات سمجھنے نہیں آئی کہ وہ استعفے دینے سے فرسودہ اور غلط نظام سے باہر کیسے آ گئے۔ وہاں صرف اتنی بات ہوئی لیکن بعد میں جب وہ زمان پارک میں آئے ہیں تو یہ بات سامنے آئی شروع ہو گئی کہ وہ پنجاب اور کے پی کی اسمبلیاں dissolve کرنا چاہ رہے ہیں۔

**سوال:** کیا استغفار دینے والا کام risky نہیں تھا؟  
**ایوب بیگ مرزا:** یقیناً risky تھا لیکن عمل  
عموماً زیادہ سودمند ہوتا ہے۔ میرے خیال میں ان کے  
لیے استغفار دینا سودمند نہیں تھا۔ ہونا یہ چاہیے کہ اگر عمران  
خان نے ایکشن چاہتے ہیں تو انہیں پنجاب اور کے پی کے  
اسٹبلیاں توڑ دینی چاہئیں۔ بہر حال دونوں کے بعد  
انہوں نے کنفرم کر دیا کہ ہم دونوں اسٹبلیاں توڑ رہے ہیں  
لیکن سمجھنہیں آرہی کہ ابھی تک وہ توڑی کیوں نہیں گئیں۔  
میں سمجھتا ہوں کہ یہ انہوں نے ایک زبردست مووکی ہے  
کہ اسٹبلیاں توڑ دی جائیں کیونکہ پنجاب اور کے پی کے

لوق شامل ہوئے۔ اس سے ایسا لگا کہ زیادہ لوگ ہیں اور ہر علاقے کے لوگ ان کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ پھر ازیر آباد جا کر ایک سانحہ ہو گیا جس میں عمران خان کو گولیاں لگیں اور ان کے پچھے ساتھی زخمی بھی ہوئے۔ اس کے بعد کچھ دنوں کے لیے یہ لانگ مارچ معطل ہوئی۔ لیکن پھر انہوں نے دوبارہ لانگ مارچ کو اسد عمر اور

# مرتب: محمد رفیق چودھری

شاہ محمود قریشی کی قیادت میں روانہ کیا کیونکہ وہ خود نہیں جا سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے اعلان کیا کہ میں 26 نومبر کو راولپنڈی میں لانگ مارچ کو جوائن کروں گا جس میں میں حکومت کو سر پرائز دوں گا۔ اب لوگ سمجھ رہے تھے کہ یہ محض سیاسی بیان ہے کہ 26 نومبر کو وہ کیا کرتے ہیں۔ لیکن وہ بار بار راولپنڈی کا نام لے رہے تھے وہ اسلام آباد کا نام نہیں لے رہے تھے۔ ویسے سمجھا یہی جاتا تھا کہ وہ اسلام آباد جائیں گے اور حکومت کو مفلوج کریں گے۔ ویسے انہوں نے پہلے بھی راولپنڈی کا نام لیا تھا لیکن حملے کے بعد خاص طور پر راولپنڈی ہی فوکس ہو گیا تھا اور بعض لوگوں نے یہ تاثر بھی لیا تھا کہ چونکہ فوج کا ہیڈ کوارٹر راولپنڈی میں ہے تو اب وہ اسٹیبلشمنٹ کو خاص طور پر ٹارگٹ کر رہے ہیں۔ اب اس معاملے میں بالکل کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ راولپنڈی آ کر آگے انہوں نے اسلام آباد جانا ہے، یا راولپنڈی میں دھرنا دینا ہے یا وہاں جلسہ کرنا ہے۔ اس حوالے سے پیٹی آئی کے لوگوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ معاملہ چیز میں نے اپنے تک رکھا ہوا ہے کہ کیا کرنا ہے۔ ہم تو یہی سمجھے تھے کہ

**سوال:** پی ٹی آئی کی کورکمپیٹی نے توثیق کی ہے کہ پنجاب اور کے پی کے اسمبلیاں توڑ دی جائیں گی۔ کیا یہ ان کے لیے عمل ممکن بھی ہے یا یہ ایک پریشر گھم ہے اور ملکی سیاست پر اس کے کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں؟

**ایوب بیگ مرازا:** معاملہ یہ ہے عمران خان کی حکومت کو 10 اپریل کو ختم کر دیا گیا تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ 10 اپریل سے آج تک وہ ایک دن بھی چین سے نہ خود بیٹھے ہیں نہ کسی کو بیٹھنے دیا ہے تو درست ہوگا۔ وہ بہت سرگرم اور متحرک رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے پہلے 25 مئی کو ایک لانگ مارچ کیا اور 25 مئی کا تشدد بھی بڑا مشہور ہوا۔ کیونکہ اس وقت صوبہ پنجاب میں نون لیگ کی حکومت تھی تو ان پر کافی لاثمی چارچ اور تشدد ہوا جس کی وہ آج تک دوہائی دیتے ہیں۔ پھر جب وہ اسلام آباد پہنچ گئے تو وہ ڈی چوک نہیں گئے۔ حالانکہ پروگرام یہ تھا کہ ڈی چوک جایا جائے اور باقاعدہ اپنا احتجاج پیک پر پہنچایا جائے لیکن وہ نہیں گئے۔ اس پر اکثر لوگوں (سیاسی مبصرین) نے اسے ان کی سیاسی ناکامی قرار دیا۔ ایک پسپائی تھی جس کا ان کے سپوٹرز پر بھی اثر آیا تب بھی انہوں نے کہا تھا کہ میں یہی لانگ مارچ دوبارہ کروں گا۔ اب جو دوبارہ لانگ مارچ شروع ہوا جو غالباً 28 اکتوبر سے شروع ہوا اس کا انداز مختلف اختیار کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے نقطہ نظر سے یہ زیادہ بہتر تھا کہ وہ لانگ مارچ کو آغاز سے لے کر آخر تک ایک ہی طرح کے لوگوں کو لے کر نہیں گئے بلکہ وہ علاقے کے لوگوں کو اپنے ساتھ ملاتے رہے۔ مثال کے طور پر جن لوگوں کو لاہور کے اندر سے نکالا ان کو شاہدرہ تک لے گئے۔ شاہدرہ سے آگے مرید کے وغیرہ کے

ہے چاہے ایک سال بعد ہی ایکشن ہوں۔ لہذا پی ڈی ایم کو چاہیے کہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں بہتر سوچے۔

**ڈاکٹر محمد حسیب اسلام:** آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم مان لیتے ہیں کہ پی ڈی ایم کا بیانیہ ٹھیک ہے کہ ہماری حکومت کو پورا وقت ملنا چاہیے۔ لیکن دوسری طرف خان صاحب ان کو چین سے بیٹھنے نہیں دے رہے۔ ہم تھوڑی دیر کے لیے تسلیم کر لیں کہ خان صاحب زیادتی کر رہے ہیں، ان کو صبر کرنا چاہیے۔ لیکن پھر بھی زمینی حقائق ایسے ہیں کہ اب ان کے پاس ایکشن کرانے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ کیونکہ خان صاحب نے ابھی آرام سے بیٹھنا نہیں ہے اور اب اسمنڈیاں ٹوٹیں گی تو مزید پریشر پڑے گا۔ دوسرا یہ کہ معاشی صورت حال اتنی جلدی سنپھلنے والی نہیں ہے اور مزید خراب ہوتی جائے گی۔ پھر سیالاب کے اثرات بھی ابھی آنے ہیں۔

**رضاء الحق:** سیالاب کے متاثرین کی بحالی کے لیے تقریباً 32 بلین ڈالرز چاہیے۔ اتنی بڑی رقم کہاں سے ہماری حکومت اکٹھا کرے گی۔ اس وقت ہمارے پاس 8.3 بلین ڈالرز ریزو ہیں۔ ایشیان انفراسٹریکچر ڈیپلمٹ بنک نے پانچ سولین ڈالرز چند دن پہلے دیے ہیں۔ پانچ بلین ڈالرز ایسے ہیں جو چین اور سعودی عرب نے ہمارے پاس رکھا ہے ہوئے ہیں وہ ہمارے اپنے نہیں ہیں، وہ کسی وقت بھی واپس لے سکتے ہیں۔ ڈیفالٹ کا خطرہ ہے یا نہیں یہ الگ بحث ہے لیکن ان سب معاملات کو حل کرنے کے لیے اس وقت ہماری معاشی پوزیشن نہیں ہے۔ اب جس طرح ایکشن کی بات ہو رہی ہے۔ دو مرتبہ ایکشن کروائیں گے یعنی ایک مرتبہ صوبائی اسمنڈیوں کے اور پھر قومی اسمنڈیوں کے تو دو مرتبہ خرچ کرنا پڑے گا۔ ایکشن کمیشن کے اعداد و شمار کے مطابق کے پی کے اور پنجاب کے ایکشن کروانے کے لیے 22 ارب روپے چاہیے ہوں گے۔ اس کے بعد دوبارہ ایکشن کروانے پڑے تو مزید پیسے چاہیں لہذا اس سے بہتر ہے کہ ایک ساتھ سارے ایکشن کرانے کا اعلان کر دیا جائے۔ اس وقت شاید بحران کا فوری حل ایکشن ہی ہیں تاکہ نئی حکومت عمومی اعتماد کے ساتھ آئے اور بڑے فیصلے لینا شروع کر دے۔

**ڈاکٹر محمد حسیب اسلام:** اگر پی ڈی ایم کے نقطہ نظر سے بھی دیکھا جائے تو سیالاب کے اثرات ابھی آنے ہیں، وہ فرض کریں تین چار مہینے کے بعد آتے ہیں اور ایکشن ابھی ہو جاتے ہیں اور عمران خان کی حکومت آجاتی ہے تو سیالاب کے اثرات کا پریشر ان کی حکومت پر

کامیابی ٹلی۔ اس عرصے کے دوران عوام کے شعور میں بیداری کی لہر بڑھی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں گزشتہ کچھ عرصے کے دوران ایشیا ٹیبلشمنٹ بیانیہ کو پذیرائی ٹلی ہے۔ ان سارے فیکٹریز کو جب ہم دیکھتے ہیں تو پی ڈی ایم اس وقت پیٹی آئی کے مقابلے میں جتنے کی پوزیشن میں نظر نہیں آتی۔ ایسی گیم بن چکی ہے کہ جس میں ایک کوفائدہ اور دوسرے کو نقصان ہونا ہے۔ ان کو نظر آرہا ہے کہ اگر فوری یا بدیر ایکشن ہوتے ہیں تو پھر بھی وہ اپنی مقبولیت اور ملکی معاشی حالات کو یکور نہیں کر پائیں گے۔

**سوال:** کیا نیب سے اپنے کیسز ختم کروانا پی ڈی ایم کے لیے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوا؟

پی ڈی ایم نے اقتدار میں آنے سے پہلے ہی اہداف طے کیے ہوئے تھے۔ پیپلز پارٹی کے سربراہ آصف علی زرداری کا بیان آن ریکارڈ ہے کہ ہم حکومت میں آ کر نیب اور اور سیز و ڈنگ وغیرہ کو ختم کریں گے۔

**رضاء الحق:** پی ڈی ایم نے اقتدار میں آنے سے پہلے ہی ٹارکش سیٹ کیے ہوئے تھے۔ پیپلز پارٹی کے سربراہ آصف علی زرداری اقتدار میں آنے کی کھینچاتانی کے دوران آن ریکارڈ ہیں کہ ہم آ کر نیب، اور سیز و ڈنگ وغیرہ کو ختم کریں گے۔ یہ بھی سمجھ آ رہا تھا کہ وہ جو کرنا چاہ رہے ہیں اس سے ان کے بیانیہ پر اثر پڑا، چاہے اسٹیبلشمنٹ کے انوالو ہونے سے بھی ان کے بیانیہ پر اسٹیبلشمنٹ کے انوالو ہونے سے مطابق عوام پر بہت سخت معاشی پریشر آیا۔ مہنگائی اور ڈالر کی قیمت کی وجہ سے پاکستان کی اندھری بیٹھ گئی۔ ایکسپورٹس ختم ہو گئیں۔ بہر حال ہر صورت میں ہماری اکانوی نیچے ہی گئی ہے اور لوگوں کی معاشی بدحالی میں اضافہ ہوا۔ دوسری طرف جس دن عمران خان حکومت سے نکلے ہیں اسی دن عوام ان کے حق میں آگئے یہ دونوں چیزیں متوازی جاری ہیں۔ معیشت کے بارے میں پہلے سے معلوم تھا کہ اس نے نیچے جانا ہے۔ پی ڈی ایم نے اقتدار میں آنا تھا اور اقتدار میں آنا بہت بڑا فیکٹر ہوتا ہے کیونکہ اقتدار میں آئیں گے تو کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا لیکن پی ڈی ایم کی جو پالیسیز تھیں ان کی وجہ سے ان کی مقبولیت کم ہونی ہی تھی سب کو معلوم تھا۔ دوسری طرف عمران خان کی مقبولیت سڑکوں پہ بھی نظر آئی، غالباً وہ سماں سے زیادہ جلے کر چکے ہیں اور انہوں نے اپنا عمومی رابطہ قائم رکھا۔ چنانچہ عوام نے بھی ان کو سپورٹ کیا اور پھر ان کو ضمنی انتخابات میں بھی

اسمنڈیاں توڑنے کا مطلب ہوا کہ 80 فیصد پاکستان تو الگ ہو گیا تو پیچھے کیا رہ جانا تھا کہ جس میں عمران کے مخالفین نے حکومت کرنی تھی اور پھر ایکشن نہ کروانا کس حد تک ممکن رہتا۔

**سوال:** کیا ان کے لیے عمل ممکن ہے کہ اسمنڈیاں توڑ دیں؟ کوئی رکاوٹ تو نہیں ہے؟

**ایوب بیگ مرزا:** میرے خیال میں ان کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہے سوائے اپنے اندر کی کمزوری کے۔

**سوال:** اگر اسمنڈیاں توڑ دی جائیں تو پی ڈی ایم کی حکومت کے پاس کیا لاجھ عمل ہو گا؟ ان کے پاس کوئی آپشن ہے یا ان کو بالآخر ایکشن کی طرف ہی جانا پڑے گا؟

**رضاء الحق:** بنیادی سوال یہی سامنے آتا ہے کہ پی ڈی ایم حکومت کیوں ایکشن کی ڈیٹ دے؟ 10 اپریل کے بعد جب پی ڈی ایم کی حکومت قائم ہوئی تو اس کا بیانیہ تھا کہ عمران خان اپنے آخری دور میں مقبولیت کی کم ترین سطح پر تھے، اس سے پہلے ضمنی انتخابات میں بھی ان کو مختلف سیٹوں پر شکست ہوئی۔ چونکہ اکانوی کشور دل میں نہیں آ رہی تھی تو اس کی وجہ سے واقعی ان کی مقبولیت کم ترین سطح پر آگئی تھی بہر حال پی ڈی ایم کی جماعتیں بر سرا اقتدار آ گئیں۔ پی ڈی ایم کی حکومت میں دو چیزیں ساتھ ساتھ چلیں۔ ایک معاشی بحران تھا جس کی وجہ سے آئی ایم ایف کا پروگرام جاری رکھنے کے لیے بہت سخت شرائط کو قبول کیا گیا۔ ہم اصولی طور پر آئی ایم ایف کے معاهدوں کے خلاف ہیں لیکن جو زمینی حقائق ہیں ان کے مطابق عوام پر بہت سخت معاشی پریشر آیا۔ مہنگائی اور ڈالر کی قیمت کی وجہ سے پاکستان کی اندھری بیٹھ گئی۔ ایکسپورٹس ختم ہو گئیں۔ بہر حال ہر صورت میں ہماری اکانوی نیچے ہی گئی ہے اور لوگوں کی معاشی بدحالی میں اضافہ ہوا۔ دوسری طرف جس دن عمران خان حکومت سے نکلے ہیں اسی دن عوام ان کے حق میں آگئے یہ دونوں چیزیں متوازی جاری ہیں۔ معیشت کے بارے میں پہلے سے معلوم تھا کہ اس نے نیچے جانا ہے۔ پی ڈی ایم نے اقتدار میں آنا تھا اور اقتدار میں آنا بہت بڑا فیکٹر ہوتا ہے کیونکہ اقتدار میں آئیں گے تو کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا لیکن پی ڈی ایم کی جو پالیسیز تھیں ان کی وجہ سے ان کی مقبولیت کم ہونی ہی تھی سب کو معلوم تھا۔ دوسری طرف عمران خان کی مقبولیت سڑکوں پہ بھی نظر آئی، غالباً وہ سماں سے زیادہ جلے کر چکے ہیں اور انہوں نے اپنا عمومی رابطہ قائم رکھا۔ چنانچہ عوام نے بھی ان کو سپورٹ کیا اور پھر ان کو ضمنی انتخابات میں بھی

یہی ہوتا رہا ہے۔ ہمارا بیرونی سود تو زیادہ ہے ہی اندر ورنی سود اُس سے بھی بہت زیادہ ہے اس کو بھی ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ معیشت کو بہتر کرنے کے لیے بنیادی باتیں ہیں۔ پھر کرپشن معیشت کے لیے سب سے بڑا ناسور ہے۔ کرپشن کے معاملے کو پاکستان میں اتنی اہمیت نہیں دی جاتی۔ کئی لوگ جو کرپشن کے عادی ہوتے ہیں وہ اس کے حق میں دلائل دینے لگتے ہیں کہ اس میں خرابی ہی کیا ہے۔ ہمارے ادارے کہتے ہیں کہ کرپشن کا ایک پورا کلچر بن گیا ہوا ہے چنانچہ بہت سارے لوگوں کے فیملی ممبرز کے آمدن سے زائد اٹاٹہ سامنے آئے تو وہ یہ کہہ کر defend فیملی ممبرز کی بات ہے، ان کے بارے میں ہم سے نہ پوچھیں حالانکہ نام تو ان کا ہی استعمال ہو رہا ہے کیونکہ وہ پہلک آفس ہولڈر ہیں۔

**ڈاکٹر محمد حسیب اسلام:** آپ نے سود اور کرپشن کی بات کی ہے۔ ان دونوں چیزوں کے ملنے سے ایک Nexus وجود میں آتا ہے۔ عالمی لیوں پر غریب قوموں میں یہ ہوتا ہے کہ وہاں کرپشن ہوتی ہے۔ ان کے سربراہان کرپشن کا پیسہ دوسرے ملکوں میں لے جا کر رکھتے ہیں۔ جس سے اس ملک میں دولت کی کمی ہو جاتی ہے، اب وہ پھر سود پر ان ملکوں سے فرضہ لینے جاتے ہیں جن کے پاس اپنی ہی دولت رکھوائی ہوتی ہے۔ پھر سود کی قسط دینے کے لیے مزید سود پر فرضہ لیتے ہیں اور جو پیسہ آتا ہے اس میں مزید کرپشن ہوتی ہے۔ یہ مل کر ایک جال بنتا ہے۔

**سوال:** گزشتہ کچھ عرصے سے عوام اور اسٹیپلشنٹ کے درمیان کلیش تک بات جاتی نظر آ رہی تھی جو کسی بھی ملک کے لیے بڑی خطرناک ہے اور ہمارے ملک کے لیے تو زیادہ خطرناک ہے۔ دشمن اس کا ناجائز فائدہ اٹھا رہا تھا۔ بھارت میں میدیا پر کس طرح کی باتیں آ رہی تھیں۔ حالیہ آرمی چیف کی تبدیلی سے کوئی ثابت پہلو سامنے آئے گا؟

**ایوب بیگ مززا:** یہ کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں آج تک کسی بھی وزیر اعظم نے اپنی مدت پوری نہیں کی۔ اصل میں وزیر اعظم کی کوئی آئینی مدت نہیں ہوتی بلکہ آئینی مدت اسٹبلی کی ہوتی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ 2008ء اور 2013ء کی اسٹبلیوں نے اپنی آئینی مدت پوری کی اگرچہ وزیر اعظم تب بھی بدلتے گئے۔ 1951ء سے لے کر آج تک جو بھی وزیر اعظم تھے وہ اسٹیپلشمنٹ کی مداخلت

ہے۔ کیونکہ اگر وہاں مولانا قاسم ہار سکتے ہیں تو کوئی بھی ہمار سکتا ہے۔ لہذا جو بھی اس وقت دوٹ بنک بچا ہے اس سے فائدہ اٹھا کروہ ایکیشن میں جائیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے تین چار ماہ میں کون جیتا ہے اور کون ہارتا ہے کوئی بات حتمی نہیں کہی جاسکتی۔

**سوال:** ماضی قریب میں سیاست میں بداخلاتی اور بدترہنڈ بھی کا معاملہ حد سے بڑھتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اب حال ہی میں ایک مذہبی شناخت رکھنے والے سیاسی لیڈر کی طرف سے غیر اخلاقی پر منی بات سامنے آئی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ اس وجہ سے عوام میں مذہبی لوگوں کی رہی ہی پوزیشن بھی ڈاؤن نہیں ہو رہی؟

**ایوب بیگ مرزا:** یقیناً یہ بات بڑی افسوس ناک ہے۔ سیاست میں جو گندگی آچکی ہے اس میں لبرل اور سیکولر جماعتیں ایک دوسرے کا مقابلہ کر رہی تھیں لیکن اب ایک مذہبی سیاستدان نے ایسا کام کیا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف مذہبی سیاسی جماعتوں کی بلکہ تمام مذہبی لوگوں کی پوزیشن خراب ہوئی ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مذہبی جماعتوں کو اس کی مذمت کرنی چاہیے۔ اولاً ان صاحب کو چاہیے کہ اپنے الفاظ واپس لے لیں۔ اس سے ان کی عزت میں کمی نہیں آئے گی بلکہ عزت میں اضافہ ہو گا۔ میرے خیال میں یہ سیاسی ڈپریشن کا نتیجہ ہے، ما یوس ہو گئے ہیں اب دلیل سے کوئی بات ہونہیں رہی تو وہ اس طرح کی باتوں کی طرف آگئے۔

**سوال:** معاشی بحران کے حوالے سے دو آپشنز ہیں۔ ایک یہ ہے کہ فوری ایکشن کروائے جائیں گے جس سے سیاسی استحکام آئے گا تو ہی معاشی استحکام آ سکتا ہے۔ دوسری طرف حکومت کہتی ہے کہ اپوزیشن نے ایکشن کی رٹ لگائی ہوئی ہے اس کی بجائے وہ ہم سے معاشی میثاق کیوں نہیں کر لیتی یعنی معیشت کے لیے سر جوڑ کر بیٹھیں۔

**رضاء الحق:** اس وقت دیکھا جائے تو عالمی معیشت بھی زوال کی طرف جا رہی ہے۔ بنیادی طور پر دنیا کی معیشت کے لیے سود سب سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ عام طور پر ہمارے ہاں مثال دے دی جاتی ہے کہ پاکستان میں سود کے روٹ کو بڑھا دیا گیا جبکہ بہت سارے ممالک سود کے روٹ کو زیر و کے قریب لے آئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جس معیشت میں سود کو بنیادی  
کردار حاصل ہو وہ ہمیشہ نقصان میں ہی رہے گی تاریخ میں

پڑے گا۔ جس دن وہ حکومت میں آئیں گے اس دن سے  
ہی ان کی مقبولیت کا گراف گرنا شروع ہو جائے گا کیونکہ  
عوام میں صبر اتنا نہیں ہوتا۔ لہذا یہ بات پی ڈی ایم کے حق  
میں جاتی ہے کہ اگر وہ جلد ایکشن کی بات قبول کرتے ہیں۔  
جب ضمیمی ایکشن ہوئے تھے تو پی ڈی ایم کی کامیابی کو مریم  
نواز صاحبہ نے تسلیم کیا تھا جس کو لوگوں نے پسند کیا۔ میں  
سمجھتا ہوں کہ ابھی بھی پی ڈی ایم کا دوٹ بنک اتنا ڈاؤن  
نہیں گیا۔ ابھی پی ڈی ایم کی سیاسی موت نہیں ہوئی۔ اب  
بھی اگر وہ یہ کہہ کر ایکشن کی تاریخ دے دیتے ہیں کہ ہم  
نے ملک کو سیاسی افراحتفری سے بچانے کے لیے یہ قدم اٹھایا  
جبکہ عمران خان زیادتی کر رہے ہیں تو وہ عوام میں اپنا اخلاقی  
سٹینڈنگ بحال کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ معاملے کو ایسے  
لکھتے چلے گئے تو عوام ان سے مزید تنفس ہو جائیں گے۔

ایوب بیگ مرزا: پیٹی آئی نے اسمبلیاں توڑنے کا اعلان کیا ہے اور عمران خان صاحب کا یوڑن بڑا مشہور ہے۔ فرض کریں اگر وہ اسمبلیاں نہیں توڑتے اور یوڑن لے لیتے ہیں۔ کیونکہ ابھی بات ہوئی نہیں بلکہ ہو رہی ہے اور جو بات ہو رہی ہو اس کے بارے میں یقین سے تو نہیں کہہ سکتے لیکن توقع ہے کہ وہ توڑ دیں گے۔ اگر اسمبلیاں توڑنے کے نتیجے میں پنجاب اور کے پی کے میں صوبائی انتخابات ہوتے ہیں تو سمجھ لیجیے کہ پاکستان کے ستر فیصد ایکشن ہو گئے اس کے نتیجے میں دونوں جگہ پیٹی آئی اقتدار میں آ جاتی ہے۔ پھر چھے یا سات ماہ کے بعد ایک تو سیالب کے اثرات آئے ہوں گے اور مہنگائی میں مزید اضافہ ہوا ہو گا۔ پھر جب ایکشن ہو رہے ہوں گے تو عام حالات میں نگران حکومت ہوتی ہے لیکن اب جو ایکشن ہوں گے تو وہاں پیٹی آئی کی حکومت ہو گی تو یہ بھی پیڈی ایم کے لیے نقصان دہ ہو گا۔ اس لیے یہ بات پیڈی ایم حکومت کے حق میں جاتی ہے کہ وہ اس وقت ایکشن کروائے۔ یہ بات ان کے خلاف نہیں جاتی۔ بہرحال

آکے میں چار ہفتوں میں کیا ہوتا ہے تب ہم یعنی بات کہہ سکیں گے۔ ایسا نہیں ہے کہ پنجاب میں پیٹی آئی ہی آل اینڈ آل ہے بلکہ ابھی یہاں نون کا ووٹ بنک محفوظ ہے۔ اگر اس وقت الیکشن ہوں گے تو اچھا خاصا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر چھسات ماہ کی مزید تاخیر ہوتی ہے تو پیڈی ایم حکومت شاید مقابلے کی پوزیشن میں بھی نہیں رہے گی۔ اگرچہ نون کا ووٹ کے پی کے میں نہیں ہے البتہ وہاں مقابلے میں جے یو آئی ہے لیکن اس کی پوزیشن کمزور

### سود کی حرمت کے حوالے سے اعتراضات اور ان کے جوابات

**دوسرा اعتراض:** سورہ آل عمران آیت 130 میں کہا گیا کہ دگنا چو گنار بوانہ لو۔ گویا مناسب ربنا لینا جائز ہے۔  
**جواب:** سورہ آل عمران کی یہ آیت جنگِ احمد کے بعد 3 ہجری میں نازل ہوئی۔ اس آیت میں دیا گیا حکم عبوری دور کے لیے تھا۔ سود کی ممانعت کا حتیٰ حکم 9 ہجری میں سورۃ البقرہ آیات 275 اور 280 میں نازل ہوا۔ سورہ آل عمران کی اس آیت میں عبوری دور کے لیے حکم دیا گیا تھا کہ سود مرکب یعنی سود در سود لینا چھوڑ دو۔ کسی ایسے حکم کو جو عبوری دور کے لیے ہو قانون یاد لیل نہیں بنایا جاسکتا۔ مثلاً شراب کی حرمت کے معاملے میں کوئی سورہ نساء کی آیت: 43 کو دلیل نہیں بناسکتا کہ «لَا تَقْرَبُوا الصَّلُوةَ وَأَنْتُمْ سُكْرٰى» ”نماز کے قریب مت جاؤ جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو۔“ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں اس آیت کے حکم پر عمل کرتے ہوئے صرف نماز کے اوقات میں شراب نوشی سے اجتناب کروں گا۔ سود کی ممانعت کے معاملے میں حتیٰ حکم سورۃ البقرہ آیت 278 میں ہے کہ «وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَوَا» جو کچھ سود میں سے رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو۔ قرض دار صرف اصل زر (Principal) واپس لینے کا حقدار ہے جیسا کہ سورہ بقرہ آیت 279 میں فرمایا گیا «فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ» یعنی تمہارے لیے صرف اصل زر ہے۔ اصل زر سے زائد جو بھی لیا جائے وہ ظلم ہے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا گیا: «لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ» ”تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔“

مزید برآں آیت میں ”بڑھتا چڑھتا سود نہ لو“ کے الفاظ مرکب سود کی شناخت اور خباثت ظاہر کرنے کے لیے ہیں نہ کہ مناسب حد تک سود لینے کے جواز کے لیے۔ سورہ مائدہ آیت: 44 میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ”میری آیات کے بدلتھوڑی قیمت نہ لو۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلتے میں تھوڑی قیمت لینا حرام اور زیادہ قیمت لینا جائز ہے۔

**سورہ آل عمران آیت: 130 کو دلیل بنانا کہ اگر کوئی سود مفرد کو جائز سمجھنے لگے تو یہ بھی درست نہیں کیوں کہ سود سے حاصل ہونے والی رقم کو دوبارہ قرض کے طور پر دینے سے سود مرکب ہی کی صورت پیدا ہو جائے گی۔**  
**محوالہ** ”سود: حرمت، خبائث، اشکالات“، از حافظ شجیسٹر نوید احمد

**آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 230 دن گزر چکے!**

#### Quote on Riba

“We handed the most important belongings of our people — the railroads and the banks — to aliens who 2000 years ago had turned the temple into a house of usury. Back then there was a man who had the bravery to drive out these scoundrels with a whip! If today a national socialist is seen with such a temple-whip, he's thrown into jail.”

Thomas Aquinas (Dominican friar, Catholic priest, and Doctor of the Church)

کے بغیر نہیں بدلتے گے۔ یہ بات بالکل واضح ہے۔ لیکن اس کے باوجود تنازع اتنا نہیں بڑھا کہ عوام اور اسٹیبلشمنٹ آمنے سامنے آگئے ہوں۔ اس سے پہلے وہ لیڈر بھی کھل کر سامنے نہیں آیا جس کو نکالا گیا اور نہ فوج نے ظاہری طور پر کوئی ایسی بات کی جس سے باقاعدہ کوئی تصادم کی شکل بنے۔ لیکن اپریل 2022ء میں جب عمران خان کو نکالا گیا تو مسئلہ تھوڑا سا بڑھ گیا۔ عمران خان کے بقول اس میں نہ صرف اسٹیبلشمنٹ ملوث تھی بلکہ غیر ملکی قوت بھی ملوث تھی۔ یہ غیر ملکی قوت کا معاملہ جب عوام کے سامنے آیا تو اس نے اسٹیبلشمنٹ کو اس کا ذمہ دار تھا۔ چنانچہ عمران خان نے اس کو خوب اچھا لانا اور عوام نے ان کے بیانیہ کو آگے بڑھایا۔ پھر غلط کام یہ ہوا کہ پیٹی آئی اور عمران خان کی طرف سے ضرورت سے بڑھ کر اسٹیبلشمنٹ کے خلاف بیان دیے گئے، ایسے الفاظ استعمال کیے گئے جو نہیں کرنے چاہیے تھے۔ ان الفاظ کے استعمال کی وجہ سے دوری اور خلیج مزید بڑھ گئی اور یہ ہونی نہیں چاہیے تھی۔ دیکھئے! اسٹیبلشمنٹ نے تو عوام کے سامنے آنا نہیں ہوتا، عوام کے سامنے تو سیاسی لیڈر آتا ہے۔ سیاسی لیڈر نے اپنا بیانیہ عوام کے ذہن میں راسخ کر دیا اور عوام اس کے پیچھے لگ گئی۔ اس لیے وہ دوری پیدا ہو گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ عمران خان بھی ادارے کے خلاف کچھ نہیں کہہ رہا تھا وہ بھی بعض افراد کے خلاف کہہ رہا تھا۔ اب جب کہ کمان بدل گئی ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہ دوری کافی حد تک کم ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ! میں سمجھتا ہوں کہ اب سیاسی قیادتوں کو بھی بڑی سمجھداری سے کام لینا چاہیے اور نئی قیادت کا استقبال کرنا چاہیے اور ایک دوستانہ ماحول پیدا کرنا چاہیے۔

اسٹیبلشمنٹ یا فوج ہماری جغرافیائی سرحدوں کی محافظ ہے۔ مذہبی جماعتیں کہتی ہیں کہ ہم نظریاتی سرحدوں کے محافظ ہیں اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی تب ہی ہو سکے گی اگر جغرافیائی سرحدیں محفوظ رہیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت وہ شخص یا وہ پارٹی بہت بڑی مجرم ہو گی جو اس خلیج کو بڑھانے کی کوشش کرے گی۔ اس خلیج کو ختم کر دینا چاہیے اور سیاست دانوں اور اسٹیبلشمنٹ کو شیر و شکر ہو جانا چاہیے۔

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ [www.tanzeem.org](http://www.tanzeem.org) پر دیکھی جا سکتی ہے۔

# تازہ ہوا کا ایک جھوٹ کا

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

جنڈے گاڑنے سے محروم کر دیے گئے۔ قطر نہ رہا مث کے خلاف بیہیں سے مغرب کے شدید تنقیدی حملوں کا آغاز ہو گیا۔ انسانیت کی شرافت، حیا، تقدس، پاکیزگی، وقار کو داغدار، لہو لہاں کرنے والے سخ پا ہو گئے۔

عذابِ داش..... کہ جس کے ہر نکتہ حکیمانہ

میں پنہ گیر ہے حماقت! / عذابِ کثرت..... کہ آدمی ہے ہجوم کے درمیان تنہا؟ / کبھیں مروت، نہ ہے محبت نہ آدمی کا ساکوئی رشتہ / نہ آدمی کا ساکوئی جذبہ نہ دل کو لگتے دو بول میٹھے / نہ پر خلوص آنسوؤں کے قطرے! / دلوں کی دنیا جڑ کر چکی ہے۔

قطر ورلڈ کپ نے دنیا کو اسلام کا تہذیبی حسن، اقدار و روایات دکھانے کا اہتمام کیا۔ شراب کے بغیر عالمی کھلیوں کا تصور بھی محال تھا۔ لباس میں حیا کا قرینہ لازم کیا، شیڈیم اور اس کے گرد نواح میں شراب کی بندش لا گوئی۔ مغربی تہذیب کے ان تین لوازم کی ممانعت نے ان ممالک میں (ان کی) غم و غصے کی لہر دوڑادی۔ سو بڑے نشریاتی اداروں نے بہانے بہانے خوب خبث باطن نکلا۔ افتتاحی تقریب جس کے لیے شاکنین بے قرار بیٹھتے تھے، بی بی سی نے نہیں دکھائی۔ روپرٹنگ اور بروقت آگاہی کے بجائے وہ منہ بچلائے بیٹھا رہا۔ اگرچہ سب سے زیادہ نکٹ یورپی ممالک نے خریدے مگر قطری پالیسی کے غیر متوقع اعلان پر وہ بگڑ بیٹھے۔ فریض شہروں بشمول پرس اعلان کیا گیا کہ وہ بڑی سکرینوں پر مجھ نہیں دکھائیں گے۔

قطر پر تنقید کی بوچھاڑ کو عرب دنیا میں حیرت اور دکھ سے دیکھا گیا۔ یہ تکبر اور نسلی امتیاز تھا۔ دو حصے سے ایک فرانسیسی اینکر سے لائیو پروگرام میں یہ پوچھا گیا کہ آخر آپ کو کن مسائل کا سامنا ہے؟ تو اس کے پاس کوئی مناسب جواب نہ تھا مساویہ کہ دو حصے میں مساجد بہت ہیں! شیڈیم کے شاندار، جدید ترین، مبہوت کن مناظر چھوڑ کر نیویارک نائمز کے روپرٹ نے 60 ہزار افراد کی وسعت والا جگہ گاتا منظر چھوڑ کر یہ ٹویٹ کیا: 12 سال بعد چند گھنٹوں میں ورلڈ کپ شروع ہو رہا ہے۔ یہ بھی بڑا کمال ہے کہ یہاں ہو رہا ہے جبکہ البتہ ورلڈ کپ شیڈیم میلیوں تک پھیلے بلے اور ریت میں واحد بلڈنگ ہے۔ قطر کی باکمال ترقی اور جدید ترین شہر فلمانے، سنانے، دکھانے کی نسبت اندر تک جلے بھئے کو یہ واحد تبصرہ ملا!

مغربی میڈیا قطر کو حشی، غیر متمدن ملک دکھانا چاہتا تھا۔ اسلام کا تہذیبی جمال اور اس پر خرواعتماد (جسے مغرب



عورت۔ (تیری صنف جو دنیا میں کم وبیش صرف 0.018 تا 0.5 فیصد بیان کی جاتی ہے۔ انٹریکس یا ہر ما فروڈاٹ، پیدائشی نقص کی بنا پر۔) مگر آج تنوع تلاش کرتے بے شاخت بے جہت مغرب نے 12 اقسام کے جوڑے بنادیے۔ پیدائشی صنف سے بے زار صنفی اظہار، خللِ دماغی ان کا فخر ہے۔

قطر فٹ بال ورلڈ کپ مسلم دنیا اور عرب ملک میں کھیلا جانا نرالا تجربہ ثابت ہوا۔ قطر نے دنیا کو حیران اور مغربی چودھریوں کو بے انتہا پریشان، حواس باختہ کر دیا۔ مغربی ہولناک تہذیبی بدعاں (جنہیں وہ اپنا عظیم سرمایہ سمجھتے تھے۔) یوں قطر میں منہ کی کھائیں گی، انہیں تصور، گمان تک نہ تھا۔ ہر ورلڈ کپ کا طرہ امتیاز منشیات، جوا، لاثری، شراب، عریانی، بدکاری، فخش بر ملامناظر، دیوانے مجمع، عیش و طرب رہا۔ مگر یہاں منظر یکسر بدلت گیا۔ مغرب کی ساری دھنی ریگیں چھیڑ دی گئیں۔ وہی سدو میں، بحر مداری، ٹرانس جینڈ ریے جن کی چھپھوندر مغرب ہر حلقت سے گزارنے کے درپے تھا، جس پر ہماری سیاسی جماعتیں اپنے ایکٹ بنا کر پاس کر دیا۔ اس اخلاقی تعفن پر مبنی فلم ریلیز فرمانے کا وزیر اعظم نے اذن دے دیا۔ چیف جسٹس صاحب بھی ہمنوار ہے۔ ملاحظہ فرمائیے قطر نے ڈنکے کی چوٹ، ورلڈ کپ پر آنچ آنے کے خطرے اور مغرب کی دشام و ملامت سے بے خوف اعلان فرمادیا کہ قطر میں اس پر جیل، جرمانہ اور سزاۓ موت تک (حسپ گناہ) لا گو ہو سکتی ہے۔

ان (مخبوط الحواس، شہوانی انتہا پسندوں، صنفی دہشت گروں) کے لیے یہاں گنجائش نہیں۔ مغرب کی تیاری تھی کہ وہ قوس قزح کے نشان (سدوی علامت) والے بازو بند پہنیں گے۔ ڈنمارک، بلجیم سمیت 9 ممالک تیار بیٹھے تھے۔ ٹورنامنٹ کے سرکاری سفیر، قطری سابقین الاقوامی کھلاڑی خالد سلمان نے ہم جنس پرستی کو خللِ دماغ قرار دے دیا۔ (جرمن نشریاتی ادارے کو بیان دیتے ہوئے۔) Gay Rights کے نام پر وحشت زدہ، انتشارِ فکری کے مریض قطر میں بد تہذیبی کے

آج دنیا پر مغربی تہذیب بے تاج بادشاہ کی طرح بلا شرکت غیرے حکمران ہے۔ پر شکوہ دکتے شہر، علم و فن، ایجادات و اختراعات، سیٹلائرٹ، مواصلاتی ذرائع کی برق رفتاری، ڈیجیٹل ہنگام، دو انگلیوں کی دسیس میں پوری دنیا، زبردست اصطلاحات کے ذریعے دل و دماغ نظریاتِ مٹھی میں! انصاف، معاشی خوشحالی، آزادی اظہار، مساوات، حقوق، فنون لطیفہ (اصلًا کثیفہ) روشن خیالی، ترقی! مادہ و قوت کے سوا ہر عقیدے، قدر کے منکر، ان کہا دعویٰ الوہیت و ربوبیت۔ انسان ایک برق رفتار بے روح رو بوث بن گیا۔ گھٹ گئے انسان بڑھ گئے سائے۔ تمام اسباب سے ماوراء الاترین غیبی قوت، رب تعالیٰ، جس کے ہاتھ میں کائنات کی زمام اقتدار ہے۔ اس کے ہر تصور سے دنیا کو تھی دامن کرنے پر مغربی جنگجو یانہ، ہدیانہ کیفیت سے بر سر پیکار ہو گئے۔

ہر شعبہ زندگی سے تصورِ خدا نکالنے کا سلسلہ بردار فوجوں کو اذن ہلاکت دے کر جا بجا مامور کیا۔ جس میں سبھی قابل ذکر عالمی قوتیں یک جان، یک زبان ہو کر اپنے اپنے دائرہ اختیار میں دامے، درمے، سخنے، قد مے ٹوٹ پڑیں۔ نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں؟ ایسے ہر کس ونا کس کو گولیوں، تازیانوں، زندان خانوں، عقوبات خانوں کی نذر کر کے ان پر دہشت گردی، انتہا پسندی، بنیاد پرستی، قدامت پرستی کے لیبل چسپاں کر دیے۔ یہ کوڑا کرکٹ کی طرح نگاہوں سے او جھل اجتماعی قبروں میں رزقِ خاک بنا دیے گئے۔ نائیلوں کے مارے جانے والے 3 ہزار پر وہ گھن گرج پا کی، انصاف کی دھائیاں دیں، کہ اقوام متحده نے جو کشمیر فلسطین پر دھتو را پیٹے پڑا تھا، بلا تقیش ایک گھنٹے میں قرارداد پاس کر کے دو بلڈنگوں کا لمبہ پوری مسلم دنیا پر گردادیا۔

ایجندہ احمد و دنہ تھا۔ انسان سے انسانیت کی حقیقت چھین کر انسانیت پسندی، آزادی کے نعرے دے کر ایک نئی مخلوق کا ڈول ڈالا۔ دنیا سچے سخورے ویرانے میں تبدیل ہو چکی، جہاں دیوانے ہمدرنگ حلیوں میں پھرتے ہیں۔ انسان کو صرف دو اصناف میں پیدا کیا گیا تھا، مرد اور

# امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(24 نومبر 2022ء)

جمعرات (24 نومبر) کو مرکزی عالمہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (25 نومبر) کو قرآن اکیڈمی ڈیفس کراچی کی مسجد میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد ازاں معمول کی ریکارڈنگ کروائی۔

پیر (28 نومبر) کی صحیح علم فاؤنڈیشن کے تحت قرآنی نصاب کے حوالے سے پروگرام میں شرکت کے لیے اسلام آباد ایئر پورٹ پہنچ اور وہاں سے ہری پور جانا ہوا۔

منگل (29 نومبر) کی صحیح مانسہرہ جانا ہوا۔ وہاں ایک سکول میں نصاب قرآنی کے حوالے سے منعقدہ پروگرام میں شرکت کی۔ انہوں نے بتایا کہ یہ بات خوش آئند ہے کہ حکومتی سطح پر قرآن مجید کو تعلیمی نصاب میں شامل کیا جا رہا ہے۔ نیز پنجاب اور کے پی کے میں بورڈ کے امتحانات کا حصہ بنایا جا رہا ہے۔ مزید برائیں بالا کوٹ بھی جانا ہوا۔ واپسی پر جو یہاں میں نصاب قرآنی کے حوالے سے ایک مینگ میں شرکت کی۔ رات کو کراچی واپسی ہوئی۔

بدھ (30 نومبر) کو مفتی تقی عثمانی صاحب کی طرف سے کراچی میں منعقدہ "حرمت سود سیمینار" میں شرکت اور مختصر خطاب کیا۔

قامم مقام نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

خلافتِ راشدہ کاظم

امیر تنظیم:

شجاع الدین شیخ

تنظیم اسلامی کا پیغام

بانی تنظیم:

ڈاکٹر اسحاق احمد

سیمینار

## پاکستان کی بقا اور استحکام کا راز: نظریہ پاکستان کی عملی تعبیر!

سیمینار کو براہ راست دیکھنے کے لیے

Live Link: <https://www.youtube.com/tanzeemorg>

2022

16

دسمبر ۲۰۲۲ء

مدرسہ حجۃ العلما

مکان: ۷:۳۰ بجے شب

قرآن آڑیسٹوریم

191 اتارک بلاک

نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

خواتین کی باپرده شرکت کا اہتمام ہے

زیر صدارت

شجاع الدین شیخ صاحب

(امیر تنظیم اسلامی)

مقررین

• ڈاکٹر محمد حماد لکھوی صاحب (ذین فیکٹی آف اسلامک سینیٹریز، پنجاب یونیورسٹی لاہور)

• ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب (سینئر رہنماء تنظیم اسلامی)

• ایوب بیگ مرزا صاحب (مرکزی ناظم نشر و اشتافت تنظیم اسلامی)

دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23 کلومیٹر، ملتان روڈ، چونگ لاہور

Email: [marказ@tanzeem.org](mailto:marказ@tanzeem.org)

فون: 042 35473375

تنظیم اسلامی  
[www.tanzeem.org](http://www.tanzeem.org)

نے دنیا سے ہمیشہ چھپا کر بدترین رنگ اجاگر کیے۔) پورے ولڈ کپ میں جا بجا نمایاں ہے۔ اس ایونٹ کا افتتاح امیر قطر نے اپنے باپ کا ہاتھ چوم کر کیا۔ یہ ایمانی تمدن کی تہذیب ہے۔ مغرب اپنے باپ کا نام تک نہیں جانتا، ہاتھ چومنے کی لگثری (عیاشی) ان کا مقدر کہاں!

تماشائیوں کو گروہہ کر دینے والی سحر آمیز چیز تلاوتِ قرآن تھی جسے دنیا کے بہت سے لوگوں نے شاید پہلی مرتبہ یوں سنا ہو۔ (فرانس کا ایک بڑا موسیقار صرف تلاوت سن کر ایمان لے آیا تھا۔) سورہ الحجرات آیت 13 اپنی آفاقیت کے ساتھ اسلامی اقدار کا حسن بیان کر رہی تھی۔ 'لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قویں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پڑھیز گا رہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جانے والا اور باخبر ہے۔' عزت و ذلت کے عالمی پیمانے چکنا چور کر کے سیرت و کردار کی پاکیزگی اور عظمت کا حقیقی معیار سامنے لارکھا۔ افتتاحی تقریب پر چھایا رہنے والا نمایاں کردار ایک 20 سالہ معدود قطری نوجوان غامم مفتاح کا تھا جس کا پورا نچلا دھڑکا ایک بیماری کی وجہ سے تھا ہی نہیں۔ تقریب میں ہر جگہ موجود نظر آیا۔ تلاوت بھی اسی نے کی۔ تقریب میں (مڈل گریز یا حسیناً اؤں کی نسبت) ہالی دوڑ کا آسکر ایوارڈ یافہ امریکی اداکار مورگن فری میں کا انتخاب بھی خوب رہا۔ اسلامی تہذیب کے لیے سراپا احترام بڑی عمر کا یہ شخص۔ تلاوت پر اس کا تبصرہ یہ تھا کہ: 'میں نے بہت ہی خوبصورت چیزیں ہے جو صرف غنایت نہیں، ایک پکار تھی، اس تقریب کی طرف مدعو کرتی۔' (امریکی سیاہ فام ہونے کی بنا پر اس آیت کی معنویت یقیناً بہت بڑھ جاتی ہے اس کے لیے!) جستجوئے حق اس شخص میں نمایاں ہے۔

بعض ہٹلوں کا یہ اہتمام تھا کہ آنے والوں کو اسلامی تعلیمات کے لیے خصوصی رہنمائی فراہم کرتے ہیں اگر وہ چاہیں۔ (ہم اپنی اسلامی تہذیب پر شرمسار رہتے ہیں اور گوروں سے بڑھ کر ترقی پسند بن کر رکھاتے ہیں!) یہ اسوہ فاروقی ہے۔ روم ایران کی فتوحات، (جو اپنی وقت کی امریکا جیسی سپر پاورز تھیں) کے بعد کہیں ادنیٰ ترین مروع بیت محسوس کی تو یاد دلایا: 'اللہ نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت عطا کی۔ اگر ہم اسلام کے سوا کہیں اور عزت تلاش کریں گے، اللہ ہمیں ذلیل کر دے گا۔'



# Changing Patterns of Warfare

Over the centuries, human beings claim to have made progress and become more civilized. Now they are able to kill people by the millions. Most of those killed have caused no harm to the aggressors. In most instances, the victims neither knew or met who they were but were killed anyway because of hubris and the murderous instincts of aggressors. Their victims were and are euphemistically referred to as 'collateral damage'.

Without delving too deep into history, this century itself provides enough data and information about the changing patterns of war. In 2001, the US launched what it called the 'war on terror'. It assembled a vast array of countries dubbed a coalition of the willing (in reality a coalition of the coerced).

Using the pretext of avenging the attacks of 911, the US launched a vicious war on dirt-poor Afghans. The Taliban were quickly dislodged from Kabul. Perhaps, this 'victory' went to its head. It was too easy with relatively few American casualties.

Instead of pulling out of Afghanistan having taken revenge—from the wrong people, one must add—the Americans decided to continue the war. It lasted nearly 20 years and cost more than \$2.26 trillion. At the end of August 2021 when the Americans fled Kabul with tail between their legs, the Taliban were back in power. So, what precisely did they achieve in 20 years of bloodletting, countless Afghan deaths and having wasted \$2.26 trillion?

Having tasted blood in Afghanistan, the Americans attacked Iraq in March 2003 on the false pretext of "Weapons of Mass Destruction". This was supposed to be another cakewalk. True, massive firepower can quickly defeat weaker armies lacking sophisticated weapons but as the war grinds on, resistance groups emerge. This is what happened in both Afghanistan and Iraq.

Despite spending more than \$14 trillion in the two wars, the self-proclaimed superpower was

exposed as a giant with feet of clay. Asymmetric warfare quickly replaced conventional fighting even though there was no bar on cruelty inflicted on innocent people. The world learnt of such torture chambers as Bagram (Afghanistan), Abu Ghraib (Iraq) and the still-running Guantanamo Bay (the illegally-occupied island of Cuba).

After 20 years of fighting and getting a bloody nose in two locales, the Americans appear to have realized that direct warfare, referred to as boots on the ground, is not practical. Determined groups cannot be defeated with weapons. Since then, the US has used local proxies to do its dirty work. This has been witnessed in Syria and Iraq, for instance.

A number of other aggressors, however, continue to repeat these follies. Take the case of France that has troops in a number of African countries. Russia appears to be repeating the same mistake in Ukraine although it must be admitted that the US-NATO combine left it with little choice. The US has now admitted that its military advisors and intelligence operatives are present in Ukraine.

Will China be goaded into attacking Taiwan? Chinese history does not support such approach but the Americans may make the mistake of pushing the Chinese too far. Again, it would be a proxy US war using the Taiwanese against China instead of American boots on the ground.

This brings us the question of how wars would be waged in the future. It appears that gradually the old-style method of slugging it out in the trenches will become outdated. Instead, armies will use different methods to fight. Among these will be the use of drones, missiles and of course, cyber warfare.

When we consider these methods, it points to the fact that the field will also again become more level. Smaller players will have a better chance of facing off larger enemies. This is of course based on the assumption that the aggressor does not want to occupy the territory

Chinese history does not support such approach but the Americans may make the mistake of pushing the Chinese too far. Again, it would be a proxy US war using the Taiwanese against China instead of American boots on the ground.

This brings us the question of how wars would be waged in the future. It appears that gradually the old-style method of slugging it out in the trenches will become outdated. Instead, armies will use different methods to fight. Among these will be the use of drones, missiles and of course, cyber warfare.

When we consider these methods, it points to the fact that the field will also again become more level. Smaller players will have a better chance of facing off larger enemies. This is of course based on

the assumption that the aggressor does not want to occupy the territory of a targeted country. This may not always be the case if the targeted country has resources that the aggressor covets.

Two other points need to be made. In areas where alien occupiers are operating—the Zionists in occupied Palestine, for instance—old-style fighting may still continue. Second, in the unlikely event of a nuclear war, the world as we know it today would be wiped out. Those that survive may be pushed back to the days when the less-civilized humans fought with sticks and stones.

**Source:** An article by Zafar Bangash;  
<https://crescent.icit-digital.org/articles/changing-patterns-of-warfare>

تبلیغی تحریک اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

## کارروائی متبادل سالانہ اجتماع بمقام قرآن اکیڈمی ڈنپس

ادافرمائے۔ تمام مدرسین نے اپنے موضوعات کا حق بھر پورتیاری کے ساتھ ادا کیا اور اپنے مقرر وقت کے اندر موضوع کو مکمل کیا۔ ہفتہ کی رات ”زمانہ گواہ ہے“، پروگرام کا 15 سے 20 منٹ کا حصہ رہ گیا تھا وہ اتوار کو صحیح فجر کے درس کے بعد دکھایا گیا۔ اسی طرح اتوار کو صحیح 9 بجے کے پروگرام ”رفیق تنظیم اور مرد جمہوری ویاسی تنگ نظری“، جو محترم راشد حسین کے ذمہ تھا۔ انہوں نے اپنے بچے کی علاالت کی وجہ سے ایک دن پیشتر معدتر کی تھی۔ اس پروگرام کو محترم ڈاکٹر انوار علی نے کندکٹ کیا۔ اجتماع کے دوران وقوف میں مکتبہ لگایا گیا۔ انجمن کی کتب پر 50% ڈسکاؤنٹ دیا گیا۔

امیر محترم حفظہ اللہ علیہ کے ”افتتاحی کلمات“، اور ”اختتامی خطاب“، نیز ”بیان ناظمہ عالیہ“ بزبان جناب ڈاکٹر عارف رشید صاحب براہ راست آن لائن اسکرین پر رفقاء کو دکھایا گیا۔ سالانہ اجتماع کا اختتام بخیر و خوبی بخش اللہ کے فضل و کرم سے امیر محترم حفظہ اللہ علیہ کی آن لائن دعا سے ہوا۔ اکثر رفقاء پر دعا کے دوران رقت تاری تھی اور ایک نئے عزم کے اثرات چہروں سے عیاں تھے۔ رفقاء نے اجتماع کو بہت پسند کیا اور انتظامات کی تعریف کی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے امراء کی عمر، علم و عمل و اخلاص میں برکت عطا فرمائے، جن رفقاء نے اجتماع کے انعقاد کے لیے محنت اور کوشش کی ہے انہیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے، اور اس اجتماع کو ہم سب کے ایمان کی تازگی اور فعالیت میں اضافہ کا سبب بنائے اور تو شہ آخوند بنائے۔ آمين یا رب العالمین!

## اللہ اکابر اللہ عزوجلہ دعائے مغفرت

- ☆ حلقہ کراچی وسطیٰ، قرآن مرکز جوہر کے رفیق محترم اسد محمود کے والدوفات پا گئے۔  
برائے تعزیت: 0316-2268938
- ☆ ملتان غربی کے رفیق ڈاکٹر ساجد اقبال کی ایک سالہ بیٹی بقفاۓ الہی وفات پا گئی۔  
برائے تعزیت: 0302-7439959
- ☆ حلقہ پنجاب جنوبی، اسرہ تونسہ شریف کے نقیب محترم رضا محمد گھر کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔  
برائے تعزیت: 0333-6461909
- ☆ تنظیم اسلامی ملتان غربی کے رفیق محمد علی اظہر کے سروفات پا گئے۔  
برائے تعزیت: 0345-7263214
- اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔  
قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَأَرْجُمْهُمْ وَأَدْخِلْهُمْ فِي رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَسِيرًا

قرآن اکیڈمی ڈنپس میں 19 نومبر 2022ء بروز ہفتہ و اتوار متبادل سالانہ اجتماع کا انعقاد ہوا۔ اجتماع میں حلقہ کراچی جنوبی اور حلقہ کراچی وسطیٰ کے رفقاء نے شرکت کی۔ اجتماع کی میزبانی کی سعادت حلقہ کراچی جنوبی نے حاصل کی۔ امیر حلقہ کراچی جنوبی نے مشاورت کے بعد محترم ذیشان طاہر کو ناظم اجتماع مقرر کیا۔ موصوف کو ڈنپس اکیڈمی میں دورہ ترجمہ قرآن کے بڑے پروگرامات کی نظمت کرنے کا وسیع تجربہ حاصل رہا ہے۔ انتظامات کی بطریق احسان انجام دہی کے لیے 20 شعبہ جات قائم کیے گئے اور ہر شعبہ کا ایک ناظم مقرر کیا گیا جو مقامی امراء اور ذمہ داران میں سے تھے۔ اجتماع میں رفقاء کی بروقت اور بھرپور توجہ کے لیے 30 نکات پر مبنی خصوصی ہدایات قبل از اجتماع تمام رفقاء کو ارسال کر دی گئیں جس کا شرکاء نے بھرپور اہتمام کیا۔ رفقاء کو اجتماعی طور پر کم سے کم سامان کے ساتھ پرائیوریت سواری میں آنے کی تلقین کی گئی تاکہ پارکنگ کم سے کم گاڑیوں کی کرنی پڑے۔ پوری اکیڈمی کو چپل فری زون قرار دیا گیا۔ اور صفائی کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ رفقاء جمعہ 18 نومبر کی شام سے ہی اجتماع گاہ میں آنا شروع ہو گئے تھے مزکزے موصولہ تعارفی کا روزہ تمام امراء کو ان کے رفقاء کے لیے ارسال کر دیے گئے تھے۔ پارکنگ، سیکورٹی اور استقبالیہ کو جمعہ کی عصر سے ہی فعال کر دیا گیا تھا۔ استقبالیہ پر ہی اجتماع میں شرکت کرنے والے رفقاء کو ضروری ہدایات، اجتماع کے شیدول سے آگاہ کیا گیا۔ مسجد ہال کو اجتماع گاہ کا پنڈال قرار دیا گیا، مسجد محراب کے سامنے ہی مقررین کے لیے ایک روشن مركحا گیا اور ایک ٹیبل کری صدر مجلس جناب محمد فیصل منصوری کے لیے رکھی گئی۔ موصوف نے پوری پابندی کے ساتھ اول سے آخر تک اجتماع کی صدارت فرمائی اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ مسجد کا ساونڈ سسٹم ہی پورے پروگرام کے دوران استعمال کیا گیا، مسجد ہال میں پہلے سے نصب دلٹی میڈیا اسکرین پر مدرسین اور مرکز سے آن لائن پروگرامات کو بڑی اسکرینز پر دکھایا گیا۔ پنڈال بھر جانے کے سبب مسجد کے صحن میں بھی دو سال پیشتر سے لگی SMD اسکرین پر پروگرامات دکھانے کا اہتمام کیا گیا۔ اجتماع گاہ و رہائش کا تفصیلی بڑا نقشہ شرکاء کی رہنمائی کے سامنے آؤیزاں کیا گیا۔ الحمد للہ کوئی ناخو شکور اور اقدح پیش نہ آیا۔

سالانہ اجتماع کا پروگرام اپنے وقت پر شروع ہوا اور تمام پروگرامات شیدول کے مطابق ہوئے۔ اسچی سکیریٹری کے فرائض جناب ڈاکٹر انوار علی اور جناب عامر خان نے

Weekly

**Nida-e-Khilafat**

Lahore

**ACEFYL**  
SUGAR FREE  
**COUGH  
SYRUP**

Acefyline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ترین  
**کھانسی کا شربت**  
**شوگرفری**

میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں  
 یکساں مفید

